



U13101

Title - Aftab Dagh

Creator - Dagh Dehelvi

Publisher - Anusaraul Motale, (Lucknow)

Date - 1922

Pages - 106

Subject - Dagh Dehelvi - Sanskrit; Urdhu Shajehi  
- Meinna, Kalam.







RECEIVED

915 PM  
7/12  
13101

CHECKED IN

M.A.LIBRARY, A.M.U.



U13101

ایسا اسیر ہونے میں حرص و آز کا	نا کامی و دوا م بھی ہو عیش چاودان
کن نعمتوں کو حکم دیا ہی جو ان کا	دنیا بھی اک بشت ہی اللہ رحیم
میں چین غلام شاہ عراق و حجاز کا	تنبہ سے مہرے قیصر و پسر کو رتبہ کیا
محمود ایک بردہ ہی جسکے ایا ز کا	مچکونکیو نکرا و سکی غلامی سے فخر ہو

کوین جسکے ناز سے چکر اے ہے ہرین و راع	۸
میں ہون نیاز مند اوسی بے نیاز کا	۲

یابی خوب ہوا خوب ہوا خوب ہوا	خوبو اللہ کا محبوب ہوا خوب ہوا
سخن طالب مطلوب ہوا خوب ہوا	بہ حراج یہ کہتے تھے فرشتے ہا ہم
خوب سے خوب خوش ہلو بٹا خوب ہوا	شیہنشاہ رسل فخر رسل ختم رسل
بخشوانا تجھے مرغوب ہوا خوب ہوا	عین امت عاصی کا ٹھکانا ہی تھا
چارہ دیدہ یعقوب ہوا خوب ہوا	یوسف میں ترا نور تھا اسی نور خدا
صبر میں ثانی ایوب ہوا خوب ہوا	نفا سیدی پیش نظر معرکہ کرب و بلا
بنی آدم سے جو منسوب ہوا خوب ہوا	فخر آدم کو نہوتا جو فرشتہ ہوتا

دراغ ہی روز قیامت مری شرم او سکی ہاتھ

مین گناہوں سے جو مجھ ب ہوا خوب ہوا

۱۳

۱۴

عیب نکلا جو ہنر پیدا کیا	ہمنے کھو یا جس قدر پیدا کیا
جسے مضمون کمر پیدا کیا	اُس نے ناپید ا لگ پیدا کیا
کہوئے دیتا ہی مجھے دنیا سے وہ	جسکو مینے ڈھونڈ کر پیدا کیا
اہل جنت کو بھی آیا اس سے رشک	جس کیسے دل میں گھر پیدا کیا
بے زہرے سرمایہ رنج و الم	ہمنے جسکو عمر بھر پیدا کیا
آسمان تو آسمان ہی رہ گیا	نام تو نے فتنہ گر پیدا کیا
واع کھائے فرقت اغیار کے	تمنے میرا سا جگر پیدا کیا
شرم ہی پیدا کیے کی او سکے ہاتھ	جسے مجھ کو بے ہنر پیدا کیا
عشق نے کیا کیا دکھائے شہیدے	دل ادھر کرھو یا ادھر پیدا کیا
چمکیان لینے لگا کچھ دل میں ورو	عشق نے کم کم اثر پیدا کیا
ہاے سے مین واہ کیا کنامر	رنج او کو چھپ کر پیدا کیا

در گاہی تھا کہ ہم دیکھیں سب تجھے ۵ ورنہ کیوں نور نظر سپید کیا

جینے دیتا کس کو دل غر و سیاہ

۱۶

پرندہ آنے دیکھ کر سپید کیا

۲

تیری قدم سے عرش بنے دوشِ نقشِ پا - صل علی کہ لب خاموشِ نقشِ پا

بھمرا اگر قدم سے وہ آغوشِ نقشِ پا - پھولا سما پھر نہ تن تو شِ نقشِ پا

شورِ اوسِ خام ناز کا محشر سے بڑھ گیا - کیا گوشِ خلق پھوٹ گیا گوشِ نقشِ پا

پھرتے ہیں میقار بہت تیری اہن - کہتا ہوں صفا صفا یہی جوشِ نقشِ پا

کیا سرزمین کو چہ قاتل ہو فتنہ خیز - اوٹنے لگے ہوا کی طرح ہوشِ نقشِ پا

بچتے ہیں خاکسار سے سب اہل آبرو - دیکھا نہیں جابا کہ سرِ پوشِ نقشِ پا

ہم خاک بوسیلین کہ تری رہ گزار میں - مٹتے چڑھنا صبا کی تن تو شِ نقشِ پا

افتادگی میں کوئی سہارا نہیں مجھے - معراج ہو جو ہاتھ لگے دوشِ نقشِ پا

اوس رہ گزار کا نا صبح مشفق نہ ذکر کر - یاد آنجاسے شکلِ فراموشِ نقشِ پا

دشتِ جنون میں قیس کا پیر ہوا ہونین - کانٹوں میں کھینچتا ہوں مجھ کو جوشِ نقشِ پا

افنادگان خاک کا رتبہ تو دیکھیے ۶ باد صبا ہی غاشیہ بردوش نقش پا  
 لازم ہر یون مسافر را و عدم چلے ۷ جیسے سبک ان بہکوش نقش پا  
 بلجائیں آسمان زمین کو سی غیر میں ۸ بنجاسی ہر ستارہ دگر گوش نقش پا  
 محشر میں بھی ہفتے نہ دیکھیں گے اہل حشر ۹ جو دیکھتے ہیں آپکے مدہوش نقش پا  
 تم شوخیوں سے پاؤں تو رکھو زمین پر ۱۰ کھل کیلئے ہیں لب غاموش نقش پا

روزی نہیں ہی اپنے کیا قبر داغ کی ۱۱  
 پہلوئی کی چادرون سے چہ چاہوش نقش پا ۱۲

دیکھو جو مسکرا کے تم آغوش نقش پا ۱۳ گستاخان کر لب غاموش نقش پا  
 کسکے خرام سے یہ اور مدہوش نقش پا ۱۴ بیٹھی ہوئی ہر مجلس غاموش نقش پا  
 آسودگان خاک کی کتاوہ سرگذشت ۱۵ رکھتا نہیں زبان مگر گوش نقش پا  
 ہی خار خار حسرت افتادگی غذا ۱۶ بے نیش کے نہیں ہر خوردوش نقش پا  
 مٹ جائیگا مگر نہ کہلیگا یہ اے صبا ۱۷ غنچے کا منہ نہیں لب غاموش نقش پا  
 رکھوں قدم جو غیر کے نقش قدم میں ۱۸ انگشت پا مڑو زمین گوش نقش پا

آسودگان خاک کی آنکھوں کی ہن نشان	تیری گلیمیں اور مہیوں جو ش نقش پا
پانی مری سر غ سے شہن نے راہ دست	ای بچو دی مجھے نہ ہا ہوش نقش پا
کس طرح غیر اسکے قدم پر قدم صہرین	میر انشان بچہ ہر دو پوش نقش پا
بین خاکسار عشق ہوں گاہ را عشق	میری زبان سے گوس نقش پا
آنکھ بھی وہ چلے بھی گئے میری راہ	مین نامراد والہ و مد ہوش نقش پا
مجھ ناتوان کی خاک کو پامال ہونے کے بعد	دوش صبا بلا جو چھٹا دوش نقش پا
ٹوٹا ہر بار راہ مین کس مست ناز کا	ہر غنچہ موتیا کا ویر گوس نقش پا
کہا قدم نہ ہو لکے بھی میری قبر پر	اک کوچہ گرد وعدہ فراموش نقش پا
یہ کون میرے کوچے سے چپکے نکل گیا	خالی نہیں ہو قنونسے آغوش نقش پا
ملنے ہیں خاکسار گلے خاکسار سے	ہوتا ہو نقش پا بھی ہم آغوش نقش

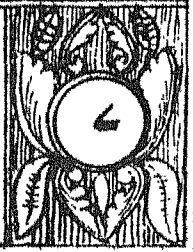
یہ دماغ کی تو خاک نہیں کوی یا زمین	۱۳
اک تشنہ وصال ہو آغوش نقش پا	۱۴

چل رہا ہے خنجر فولاد کیا	۱۵
اوسکے ہتھ چڑھ گئی بیدا کیا	

مین نوید وصل سُنکر مر گیا	نامبارک تھی مبارکباد کیا
جلے پھینکا تو نے کیوں اس شعلہ رو	آگ تھا آئینہ فولاد کیا
حسن شیرین پر جو ہے لیلے کو ناز	قیس بھی ہو جائیگا فریاد کیا
کس طرح سے اوسکے دلین گہرون	جب زمین قائم نہو بنیاد کیا
تیرے کو چے میں بیاہی شکر یون	ہو گیا خالی عدم آباد کیا
اونکی صوٹ دیکھتے رہتے ہیں ہم	دیکھیے کس وقت ہو ارشاد کیا
اپنے دل پر ظلم جو کرتے ہیں ہم	ہو سیکگی تجھ سے وہ بیداد کیا
دلین طاقت ہو تو سب کچھ ہو سکے	عرش تک جاتی نہیں فریاد کیا
کر یار تک حنائے دل ایسے	آپ کی تھی میں ہی صیاد کیا
باعث گریہ ہو چہ اسی ہم نشین	کیا کہوں میں آگیا تھا یاد کیا
فصل گل میں کیوں ہے بلبل غمہ منج	آپ اپنے منہ مبارکباد کیا

واع شکوہ ہر کہا کر مر گیا

لو او ٹھو بیٹھے ہوئے ہوشاد کیا



ایک ہی نگہ ہو سب یہ تماشا کیسا  
 روئے ہم میں میں اس نگہ کا رونا کیسا  
 عرصہ حشر میں انصاف ہمارا کیسا  
 بخشش کا وسبت سفاک کو اس دور حشر  
 ڈھونڈتے پھرتے ہو بازار میں کیا ہم دیکھ  
 یہی جنت پر خوشبین کہیں بل بھلا  
 نیند آئی ہو بڑی رات گئے آئے ہو  
 ڈوبتے ہیں عرف شرم میں غیرت والے  
 نامہ بر تو نے بھی دیکھا ہی اسے سچ کہنا  
 خوبیاں لاکھ سی میں ہیں ظاہر کریں  
 یہ حق پران کوئی دم ہی تکرار ہے  
 دیکھتے ہو طرف سنگ رتے جلتے  
 قیس و فرہاد کے قصے تو سن کرتے ہو  
 کوئی کیسا ہو کوئی چاہنے والا کیسا  
 پانی ہو ہو کے بہا خون تنہا کیسا  
 دیکھنا یہ ہو کہ ہوتا ہو تماشا کیسا  
 خون ہی جھیش تھا خون کا دعو کیسا  
 مفت ہاتھ آئے تو فرادہ ہوا کیسا  
 لوگ صحرانگہ لیے پھرتے ہیں صحرا کیسا  
 سرخ آنکھوں میں بھلا نشہ صبا کیسا  
 ڈوب کر ہی چیب آتو دریا کیسا  
 کھلت کیسی ہو پھین کیسی ہو نقشا کیسا  
 لوگ کہتے ہیں سی بات کا چرچا کیسا  
 دل ہمارا ہی ہمارا ہی تھا کیسا  
 جھکو دیکھو کہ ہوانا صیہ فرسا کیسا  
 واو واو اسکی کہہ منے تھیں حال کیسا



۴	ہم حقیقت میں سمجھتے ہیں اسے تکیہ کلام	۵	آپ مل لیکے کہے جائیے کیسا کیسا
۶	غیر کے غم میں خاموش تھی بنے پوچھا	۷	جی ہ کیسا انوکھا تیرا کلیجہ کیسا
۸	تم سلامت ہو تو ہر روز قیامت ٹوگی	۹	ہم بھی دیکھیں گے تاشے پہ تاشا کیسا
۱۰	بھمکویہ شکوہ کہ اقرار وفا ہو ٹا تھا	۱۱	اونکو یہ ناز کیا جس نے یہ وعدہ کیسا
۱۲	جان نثار و نمونہ کیا یہ ہمارا کہکر	۱۳	جان پر کھیلے والوں کا تاشا کیسا
۱۴	یہ قیامت بھی کیا آنکھ اوٹھا کر دیکھوں	۱۵	بس ہاڑی مری آنکھوں میں تاشا کیسا
۱۶	مجھے بھی دل بیا فیر کی بھی جان لی	۱۷	آگیا ہر یہ تمہیں اپنا پرایا کیسا

۱۸	غیر کا ذکر وفا اور ہمارے آگے	۱۹	دراغ اس بات سے جلتا ہر کلیجہ کیسا
----	------------------------------	----	-----------------------------------

۲۰	تو ہی سپنے اٹھ سے جب لڑا جاتا رہا	۲۱	دل کی بھی پروا نہیں جاتا رہا جاتا رہا
۲۲	جس موقع پر تھی اپنی زندگی وہ شگنی	۲۳	جو بہرہ و ساتھ ہیں وہ آسٹ جاتا رہا
۲۴	میں نے دیکھا اونکی زلفوں کو تو فرمانے لگے	۲۵	اپکا دل کسل پڑا کم ہو گیا جاتا رہا
۲۶	دل چرا کر آپ تو پیٹھے ہوئے ہیں چہن سے	۲۷	وہ ہونڈنی والی پوچھی کوئی کیا جاتا رہا

مرک شمن کا زیادہ تھسے ہی مجھ کو ملال

موسکے مطلب نگہ رسی کیا پریشان طبع

اچھی صورت کی رہا کرتی تھی اکثر ناک بھا

دیکھو دیکھو مجھ پر سالتے رہو تیز نگاہ

کس قدر اونکو فراق غیر کا افسوس ہی

حرف اس کی گھبراہٹ و نیابے ثبات

اب کی ن سے وہ رخصت و راہ بھی موقوف

۹ دل کو پرہیز نہ تھا جس کا اورین ملال

غیر کو مستہ لگا کے دیکھ لیا

اونکے گھر دروغ جا کے دیکھ لیا

کتنی فرحت فزا تھی بوسے وفا

کبھی غش دین رہا شب وعدہ

جنس دل پہنچو وہ نہیں سودا

۴ دشمنی کا لطف شکوہ دن کا مزا جاتا رہا

۵ ذہن میں آتے ہی حرف مدعا جاتا رہا

رگوں میں آنکھیں مگر وہ دیکھنا جاتا رہا

صید جسم آنکھ سے اوچھل جاتا رہا

۶ ہاتھ ملتے ملتے سب نگر حنا جاتا رہا

جس قدر حاصل کیا اس سے سوا جاتا رہا

۷ ورنہ برسوں نامہ برآتا رہا جاتا رہا

۱۳ ہو گیا گم ہو گیا جاتا رہا جاتا رہا

۱۱ جھوٹ سیخ آزما کے دیکھ لیا

۱۲ دل کے کہنے میں آ کے دیکھ لیا

اوسنے دل کو جلا کے دیکھ لیا

کبھی گردن اوٹھا کے دیکھ لیا

ہر جگہ سے منگا کے دیکھ لیا

لوگ کہتے تھے چپ لگی ہو تجھے ۱ حال دل بھی سنا کے دیکھ لیا  
 جاؤ بھی کیا کر کے مہر دوت ۲ بارہا آرزو کے دیکھ لیا  
 زخم دلیں نہیں ہو قطرہ خون ۳ خوب بہنے دکھا کے دیکھ لیا  
 ادھر آئینہ ہو ادھر دل ہو ۴ جسکو چاہا اڈھا کے دیکھ لیا  
 اسنے صبح شب وصال مجھ ۵ جاتے جاتے بھی آکے دیکھ لیا  
 اوکو خلوت سرا میں بے پردہ ۶ صاف میدان پا کے دیکھ لیا  
 تھکو ہو وصل غیر سے انکار ۷ اور جو بہنے آکے دیکھ لیا

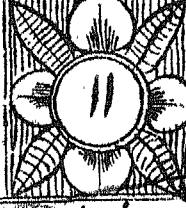
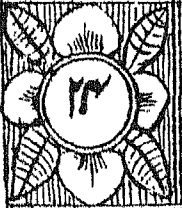
داغ نے خوب عاشقی کا مزا ۱۲  
 جل کے دیکھا جلا کے دیکھ لیا ۱۰

بلا سے جو دشمن ہوا ہو کیسا ۱ وہ کافر صنم کیا خدا ہو کیسا  
 دعا مانگ لو تم بھی اپنی زبان سے ۲ کہ پورہ ہو جو مدعا ہو کیسا  
 ادھر آکلجے سے تمکو لگا لون ۳ تجھی پر تو دل آگیا ہو کیسا  
 کیسی پیش میں خوشی ہو کیسی ۴ کیسی غلش میں مزا ہو کیسا

۴	مقدور بہت نارسا ہو گیا	۵	نزدادال دواپنی زلفون کا سایا
۵	مگر دل بھی رنگ وفا ہو گیا	۶	ہمیشہ سے ہنسنے لگے ہی دیکھا
۶	کوئی تذکرہ ہو رہا ہو گیا	۷	تمہیں اس کی بحث کیوں چہنچہ
۷	بڑا حال ہنسنے فنا ہو گیا	۸	مری بزم میں آ کے وہ پوچھتے ہیں
۸	ہمیں حوصلہ دیکھنا ہو گیا	۹	ستم ہی کیے جاؤ ہم بھی ہیں حاضر
۹	قضا پر کہیں بس چلا ہو گیا	۱۰	بچے جان کس طرح تیری ادا سے
۱۰	نہیں مانتے اسمیں کیا ہو گیا	۱۱	مری التجا پر بگر کر وہ بولے
۱۱	یہ سچ ہو تو بس فیصلہ ہو گیا	۱۲	وہ کرنے لگے ہیں قیامت کی باتیں
۱۲	وگر نہ کوئی سپہرا ہو گیا	۱۳	سنا کرتے ہیں چپڑ کر گالیان ہم

بظاہر نجائے نجائے نجائے

تجھے دامن دل جانتا ہو گیا



بڑے دامن بڑے ناز سے غور آیا

بتوں نے ہوش سنبھالا جہاں شور آیا

مے بنانیکے ہمراہ دور دور آیا

اوسے حیا دہرائی ادھر غور آیا

زبانہ لٹکے جو بھولے سے نام حور آیا  
 تمہاری بزم تو ایسی ہی تھی نشاط افزا  
 کہان کہان بل مشتاق دیدنے پہ کہا  
 تری گلی کی مین اور اس قدر پامال  
 جہان میں کہ حسین معنی تو انکو تک نہیں  
 عدد کو دیکھ کے آنکھیں اپنی خون آویزا  
 تری گلی میں ہی باز گشت مثل نفس  
 قسم بھی وہ کہی قرآن کی نہیں کھاتے  
 پیامبر تری باتو نہیں ہم کب گئے ہیں  
 کہ جب دستے تہ تیغ کون آتا ہی  
 پیامبر سے شبِ عدہ وہ بگڑ بیٹھے  
 کہینے جرم کیا ملگئی سزا عجب کو  
 چو تھم کو جوش تو ساغر کو آگیا چکر  
 اوٹھا کے آئے دیکھا وہیں غور کیا  
 رقیب نے بھی اگر پی مجھے سرور کیا  
 وہ چکی برق بجلی وہ کوہ طور آیا  
 مگر بیان کوئی بیتاب و مہجور آیا  
 قیامت آگئی جسوقت نام حور آیا  
 وہ مجھے بادہ گلزننگ کا سرور آیا  
 کہ جتنی دور گیا وہیں اتنی دور آیا  
 یہ رشک ہے اور نہیں کوں اس میں گور آیا  
 وہاں ضرور گیا اور تو ضرور آیا  
 پکارا وٹھا دل مشتاق مہجور آیا  
 بنے تباہ ہوئے کام میں فتور آیا  
 کسی سے شکوہ ہو اچھپے نہ ضرور آیا  
 مے ہی دلوں نہ اوٹیں میں دریا

۱	گزار دی شبِ عدہ اسی توقع پر	۲	مے بلا نیکو اب آدمی ضرور آیا
۳	کہیں تھی راہ غائی کہیں تھی اونی	۴	کہیں ملا کہیں کجا روان سے دور آیا
۵	لگا وٹین ہیں تجلی کی یہ تو اسی موسیٰ	۶	کہ سرمہ بنکے جو آنکھوں میں کوہ طور آیا
۷	آہی شک مصیبت کی آبرور کنا	۸	یہ سیکسی میں بے وقت پر ضرور آیا
۹	خدا نے بخش دیے حشر میں بہت عاشق	۱۰	خیال یار میں کوئی نہ بمقصور آیا
۱۱	ترے نصیب کا بیل وہاں بھی صبر نہیں	۱۲	جواب گیا وہ قیامت کے دن ضرور آیا
۱۳	بنے ہو ہر دم میں ساقی تو یہ خیال ہے	۱۴	کسے سرور نہ آیا کسے سرور آیا
۱۵	شہید یار بھی عاشق مزاج بھی میں ہوں	۱۶	اسی لیے ملک الموت بنکے حور آیا

۱۳	وہیں سے واعیہ بخت کو ملی ظلمت	۱۴	جہاں سے حضرت موسیٰ کے ہاتھ نور آیا
----	-------------------------------	----	------------------------------------

۱	کیا طبعِ ستم یوں انہیں حاصل نہیں ہوتا	۲	بچے کو وہ ملتے ہیں اگر دل نہیں ہوتا
۳	لو کہ کوئی حامی دم بسمل نہیں ہوتا	۴	کہ بخت کیلچہ بھی تو شامل نہیں ہوتا
۵	کچھ تازہ مزا شوق کا حاصل نہیں ہوتا	۶	ہر روز نئی آنکھ نیا دل نہیں ہوتا

انکار رہا خوابین بھی صول سے اوسکو  
 ایسا تو نہو حشر میں تکرار کی ٹھہرے  
 جس آئینہ کو دیکھ لیا تھر سے اسے  
 کیا عشق سے نفرت ہو کہ وہ پوچھ رہا ہیں  
 غمزہ بھی سفاک گاہیں بھی ہوں خیز  
 انکار تو کرتے ہو مگر یہ بھی سمجھ لو  
 چلنے کا رہ دو تھیں سامان نہیں بتا  
 جس دن پر گلگشت نکلتی ہیں وہ گھر سے  
 کیا ناک میں مہر دل شوار طلب ہے  
 اب اسے کھٹکتا ہو الگ خار تمنا  
 منزل پہ جو پہنچے تو ملے قیاس کو لیلیٰ  
 محل کھیلے وہیں پہ جہاں چار میں بیٹھ  
 میں در شب تیرہ و صحرای خطر ناک  
 مشوق کسی لہریں فانی نہیں ہوتا  
 تو اپنی خطا پر کہی قابل نہیں ہوتا  
 اوس آئینہ سے کوئی مقابل نہیں ہوتا  
 کوئی بھی بستی ہو جہاں لہریں ہوتا  
 تو اس کے باندھے سے تو قابل نہیں ہوتا  
 بیوہ کسی سے کوئی سائل نہیں ہوتا  
 پہنچیں تو ٹھکانا سمنزل نہیں ہوتا  
 کہتے ہی نہیں پاؤں جہاں لہریں ہوتا  
 وہ کام بگڑتا ہو جو شکل نہیں ہوتا  
 کھٹکتے کی جگہ کوئی بھی شامل نہیں ہوتا  
 تاقے سے جدا کیا کہی محل نہیں ہوتا  
 پیرم یہ پردہ محفل نہیں ہوتا  
 رہبر کا پتا سیکڑوں منزل نہیں ہوتا

۶	کہتے ہیں ہاں تیرا جان ل نہیں	۷	بجائے تیرا نادان ہ کیسے پیسکین
۷	جنگ نہ گنگا مہون تو غافل نہیں	۸	میں لے بھی ہشیا جگر بھی خیر
۸	اپنا کسی ہوتا ہر کسی دل نہیں	۹	رکھوں تیرا کلو کیجے سے لگا کر
۹	کیا خاک میں بلجائیکو ساحل نہیں	۱۰	میری چپ آؤ کیوں پ کے میرے
۱۰	جو تیرا سونے بھی قابل نہیں	۱۱	دیتے ہیں تجھ کو اہل ہوس نقد دل ایسا
۱۱	جس کا مکی عادت ہو وہ مشکل نہیں	۱۲	یہ داؤ ملی اونے محکاوش و لکی

۱۵

۱۳

اور داغ کس آفت میں تیرا کچھ نہیں آئی

وہ چھتے ہیں مجھ سے جدا دل نہیں آتا

۱	اوس آئندہ کو خاک میں افسے ڈاویا	۱	جسے ہمارے ولکا موند کھا دیا
۲	پوچھے کوئی خدایا سے کہ عاشق کو کیا دیا	۲	مستوق کو اگر دل بے دعا دیا
۳	سب کچھ ہمارے پاس آگیا دیا	۳	بے مانگے و عشق و غم جان گزرا دیا
۴	اچھتی ہیں اونگھیاں ہشتاں اور دیا	۴	نوک بھی ہر شست میں صیاد کی
۵	یوسف کو بھائیوں نے گتوں میں گرا دیا	۵	مکتے ہیں یہ چاند کو تو غیر بھی عزیز



۴	مناہر لختل مجھ سرکار عشق سے	۵	اچھی جگہ نصیب نے مگر ملا گدا
۵	صرف بتا بتکدہ ایشیج کچھ نو پچھ	۶	اکثر اک اینٹ کے لیے مٹی کو ڈھادیا
۶	ملنے ہیں تیرے چاہنے والے میں سیر و ہنگ	۷	جو تجھ پہ ٹنگیا مجھے اوسنے مٹا دیا
۷	مضمون شوق چھپ سکا سکویا کرنا	۸	گوئیے خطر قریب کے خط میں ملا دیا
۸	دنیا میں اک یہی ہزارت کہ خون	۹	خانہ خراہیوں نے مرا گھر بنا دیا
۹	لب خشک ہے ہن کف دستخیز	۱۰	لو سچ کہو کہ قول سقیبوں کو کیا دیا
۱۰	تیر فراق داغ تمنا و شکبہ غیر	۱۱	دل ہو جگر ہو کھاتے ہیں سب آپکا دیا
۱۱	پیکان یا سینے سے کیونکر نکال دوں	۱۲	یہ ہو خدا کی دین کہ دل دوسرا دیا
۱۲	تا حشر منکرین قیامت نہ مانتے	۱۳	تجھ کو بنا کے اوسکا ٹونہ دکھا دیا

۱۳	جھینگے خواب و سبت نا آشنا سے داغ	۱۴	گرا یکبار اور حسد اٹے ملا دیا
----	----------------------------------	----	-------------------------------

۱۴	انکار میکشی نے مجھے کیا مزا دیا	۱۵	سینے پر چڑھ کے اوسنے ختم ہی ملا دیا
۱۵	پیر ایک کو مستعار دل بس ملا دیا	۱۶	یوں بہتہ آنے مانیکو عاشق بنا دیا

جو کچھ ہوا بتو دل تجھے اسی بیوفا دیا ۵  
 آخر کو جوش گریہ نے اتنا کیا اثر ۶  
 احسان ماننا ہوں ستمناے غیر کا  
 وہ ناصر دل طفت اسیری ہوں ہم صغیر ۹  
 اپنی تو زندگی ہو تغافل کی وجہ سے  
 تھوڑی سی پی کے تلخ می کا گارا رہا  
 وہ نانسے زمین پر کھتے تھے قدم  
 کام آگیا ہجوم رقیبوں کا نیزہ میں  
 تعریف جو راو پر ہر اس و مدد کو ساتھ  
 یوں ہو گئی نجات یہ تدبیریں بڑی  
 کوئی بھی طول روز جزا سخری نہ تھی  
 یاروں کا میرا ساتھ ہوا نہ برق وابر  
 انسان جانتے تو نہ لکھتے وہ یہ جواب  
 تفت دیر نے بگاڑ دیا یا بسا دیا ۵  
 نقش مراد صفیہ دل سے مٹا دیا ۶  
 بگڑا ہوا مزاج تمہارا یا بسا دیا  
 صیاد نے بھی محکو چمن سے اڑا دیا ۹  
 وہ جانتے ہیں خاک میں ہم نے ملا دیا  
 جب کو لگ گئی تو نہایت مزا دیا  
 تعریف کر کے اور بھی ہم اڑا دیا  
 اوس نقشہ گر کی آنکھ سے مجھ پر پا دیا  
 میری زبان نے مجھے جھوٹا بسا دیا  
 ناصح کو ہم نے غیر کے پیچھے لگا دیا  
 میری شب فراق کی ضد نے بڑھا دیا  
 رویا کیا بہت مجھے جس نے سہنا دیا  
 کہ نہ پائی نامہ پر نہ مجھ کیا بتا دیا

کھلا ہے پین حاتم ثانی جناب شیخ  
کیا جانے سیف و ش کو حضرت کیا دیا

بجٹا گیا جو داغ سپہ کار دیکھنا  
جنت کیسگی آگ لگا دی چلا دیا

چمکے جو قاتل کا تبسم نک افشان ہوتا  
کیسا ہی پھیکا مگر زخموں نے ننگہ ہوتا

موت کا جھکونہ کشکاش شب بھر اٹھتا  
میر و دروازہ پر گرا آپکا دریاں ہوتا

گرمی اچھڑتی بزم کا سامان ہوتا  
میزبان میں کہی ہوتا کبھی حجاب ہوتا

عشق تاثیر جو کرتا تو تیرے نہان ہوتا  
رنج میرا تیرے چہرے نمایاں ہوتا

دین دنیا کے مری جب کہ دلوں میں  
ایک میں کفر اگر ایک میں ایمان ہوتا

دل کو آسودہ جو دیکھا تو انہیں آئی  
اس سے بہتر تو یہی تھا کہ پریشان ہوتا

خلد میں بند کر دینا کس سامان بیگا  
لطف جب کہ مجھ کو عہ پریشان ہوتا

بے نیازی جو ہوئی میری تمنا ہوئی  
مجھ کو ارمان جو نہوتا تجھے ارمان ہوتا

عشق کو کچھیل نہیں آید آں مطلب  
سیکھنا تھا تجھے وہ کام جو آسان ہوتا

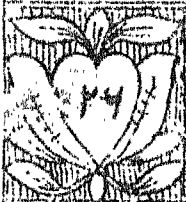
کیا غصہ ہے نہیں لے سکا کوئی  
ہر فرشتے کو چھوڑ کر کہ انسان ہوتا

۴	حشر کو روزِ تجویِ پاسِ عدالت ہو گا ہم رُپے لیتے ہیں کلمہ بت کا فرسٹلے	بخشد تیا جو یونہی جرم تو چھوٹا تو نہ دیکھا ہی تہین کوئی مسلمان ہوتا
۵	ایں فلکِ بحر میں گھٹنگھٹا چٹائی ہری فرج کے بعد مجھ لطفِ غلش پہ جاتا	وامن! بر بھی میرا ہی گریبان ہوتا کاش خنجر میں تھے تیرے کھنکھارے
	مرضِ عشقِ طیبوں نے بہت دلہرایا کون بتائے عادتِ تجھے تنہائی کی	آخر کاریہ آزار ہی دور مان ہوتا پاسِ دوس کے سنسان بیابان ہوتا
	شکر کرتا ہوں ملی نعمت کما تیکو ہو گئی بارگراں بندہ نوازی تیری	آج فنا ہوئی مجھ کو اسی شبِ بحر ان ہوتا تو نہ دیکھا اگر احسان تو چھوٹا ہوتا
	یہ ملاشی لیے رہتا نہ کہی دجھوٹا ۵	۵

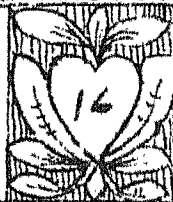
۱۳	۱۴
۱۳	۱۴

۱	۲
۱	۲

۱	دیکھ لینا کہ حشر کا میدان	۱	میرے حاضر جواب نے مارا
۲	باد کرتے ہو غیر کے اشعار	۲	ہاے اس انتخاب نے مارا
۳	دل لگاوت نے کر دیا بسل	۳	اور پھسدا بجناب نے مارا
۴	جسکو ڈھونڈھا ملا نہ کہے میں	۴	ایسے خالی ثواب نے مارا
۵	جان بچتی نظر نہیں آتی	۵	اب نگاہ عتاب نے مارا
۶	تھک گئے ہاتھ لکھتے لکھتے خط	۶	اس سوال و جواب نے مارا
۷	بیاچکین خلد میں کر دوزخ میں	۷	طول روز حساب نے مارا
۸	وصل دیکھا اگر وصال ہوا	۸	مجھ کو تعبیر خواب نے مارا
۹	میری میت پر کیوں نہ برسے فور	۹	غیبت آفتاب نے مارا
۱۰	محبوبیتا دیکھ کر بولے	۱۰	آپ کے اضطراب نے مارا



۴ دیکھ کر جلوہ عیش ہوئے موسیٰ  
 ۱۵ فرار مجھ کو حجاب نے مارا



اس کعبہ دلکو کہی ویران نہیں کیا ۱  
 اوس بت کو کب اللہ کا مہمان نہیں کیا

کیا ہمنو عذابِ نسبِ بھبران نہیں دیکھا  
 کیا تو نے مرا حالِ پریشان نہیں دیکھا  
 جب ہاتھ پڑا وصلِ شوقِ سسک کا  
 ہم جیسے ہیں ایسا کوئی دانا نہیں پایا  
 راحت کے طلبگار ہزاروں نظر تھے  
 نظر نہیں سمایا ہوا سامان نہیں جاتا  
 اہست کی محبت میں قیامت کا ہزار  
 کہتے ہو کہ بس دیکھ لیا ہے ترا دل  
 کیا ذوق ہو کیا شوق ہو سو تڑپ دیکھو  
 مشن میں ہاں دم ہوں خدایہ کیا ہے  
 جو دیکھتے ہیں دیکھنے والے سے انداز  
 ہر چند تھے ظلم کی کچھ حد نہیں ظالم  
 گو نزاع کی حالت ہو مگر پھر یہ کون

لگو نہ یقین آئے تو ہاں ان نہیں دیکھا  
 اس طرح سے دیکھا کہ مریجان نہیں دیکھا  
 پھر ہنسنے گریبان کو گریبان نہیں دیکھا  
 تم جیسے ہوا ایسا کوئی نادان نہیں دیکھا  
 محشر میں کوئی جو رکھا خواہاں نہیں دیکھا  
 لیلیٰ نے کبھی قیس کو عریان نہیں دیکھا  
 کافر کو بھی ورنہ میں پیشیمان نہیں دیکھا  
 دل دیکھ لیا اور پھر ارمان نہیں دیکھا  
 پھر بھی یہ کون جلوہ جاناں نہیں دیکھا  
 آنکھوں نے کبھی اوس کو پیشیمان نہیں دیکھا  
 تو نے وہ تماشا ہی مریجان نہیں دیکھا  
 پر ہنسنے کسی شخص کو نالان نہیں دیکھا  
 کچھ تم نے مرا حال پریشان نہیں دیکھا

تم غیر کی تعریف کرو قہر خدا ہی

کیا جذبِ محبت ہے کہ جب سے کھینچا

لٹا نہیں ہو کر دل گم گشتہ ہمارا

جو دن مجھ کو تقدیر کی گردش نو دکھایا

کیا دوا دے اس پریشانی دلی

میں نے اسے دیکھا مے لئے اسے دیکھا

تکو مے کرنے کی جست پینا

لو اور سنو کہتے ہیں وہ دیکھ کے محکو

تم منہ سے کہے جاؤ کہ دیکھا ہوا نہ

کیا عیش سے معمور تھی وہ انجمن ناز

کہتی ہے مری قبر پر ورو کے محبت

مشتوق کو یوں بندہ ان نہیں دیکھا

سفاک تری تیر میں بیکان نہیں دیکھا

تو نے تو کہیں انعام جان نہیں دیکھا

تو نے بھی وہ گردش و ان میں دیکھا

جس نے کبھی اپنی لٹان نہیں دیکھا

تو نے اسے اسے دیدہ حیران نہیں دیکھا

اچھو نکو برسی بات کا اراں نہیں دیکھا

جو حال سنا تھا وہ پریشان نہیں دیکھا

انکھیں تو کیتی ہیں کہ اراں نہیں دیکھا

ہم نے تو وہاں شمع کو لیاں نہیں دیکھا

یوں خاک میں ملتی ہوئی اراں نہیں دیکھا

کیوں پوچھتے ہو کون ہے یہ کسی ہے شہرت

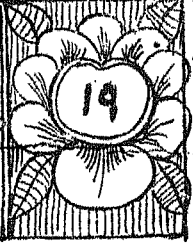
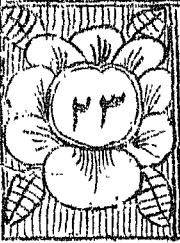
کیا تم نے کبھی دلع کا دیوان نہیں دیکھا

تو ہے مشہور دل آزار یہ کیا  
 جانتا ہوں کہ مری جان ہے تو  
 پاؤں پر اُنکے گرامین تو کس  
 تیری آنکھیں تو بہت اچھی ہیں  
 کیوں مگر قتل سے انکار یہ کیوں  
 سراٹھاتے ہیں وہ ملواریوں سے  
 ہاتھ آتی ہے متاع الفت  
 خوبیان کل تو بیان ہوتی تھیں  
 لیے ہننے لپٹ کر بوسے  
 وحشت دل کے سوا الفت میں  
 ضعف رخصت نہیں دیتا فوس

تجسّر آتا ہے مجھے پیار یہ کیا  
 اور میں جان سے بیزار یہ کیا  
 ویکس ہشیار خبردار یہ کیا  
 سب انہیں کہتے ہیں بیزار یہ کیا  
 اس قدر ہی تمہیں دشوار یہ کیا  
 کوئی کہتا نہیں سہکار یہ کیا  
 ہاتھ ملے ہیں حسد یار یہ کیا  
 آج ہے شکوہ غبار یہ کیا  
 وہ تو کہتے رہے ہر بار یہ کیا  
 اور ہیں سیکڑوں آزار یہ کیا  
 سامنے ہے درد لدار یہ کیا

باتیں سنئے تو پھر تک جائیے گا

گرم ہیں دل و غم کے اشعار یہ کیا





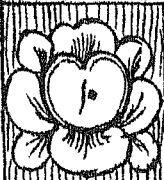
رو کنا دلکو کہ شوق زلف دلبر لیچلا  
وسکی مخفل سوکھون کیا دلکو کیونکر لیچلا  
نالہ چنکر دلکی باتیں دل سے باہر لیچلا  
باندھ کر شکین خیال زلف دلبر لیچلا  
چلے یادہ شعبہ گرین یہی کتار ہا  
ایر رحمت کا ہوا اہل جہنم کو گمان  
وہ سدھا کہنے گر مجھ کو رہی کشمکش  
رشتہ دشمن نے مجھے آنکھیں کیا میں دوست  
ولکی باتیں لہی جانے بخود ہی ہو تو نہیں  
پہرلا یا پہر کہا کچھ پہر اسے خست کیا  
کیا ہوا کس سخت جان سے ہو گئی قابل کو گ  
سیکڑوں ہر شہادتیں مکران گناہ

تھامنا محبو کہ یہ سودا مرا سر لیچلا  
ہار کر اکپار چھوڑا پچھسکر رہ لیچلا  
یہ بشارت یہ خبر یہ مژدہ گھر گھر لیچلا  
سانپ کے منہ میں مرا محبو مقدر لیچلا  
اسکو لینا وہ کوئی دل کو چرا کر لیچلا  
سوی دوزخ میں جو اپنا دھن تر لیچلا  
خبط نے کھینچا ادھر دل سودا رہ لیچلا  
شوق نظارہ جو سورا زدن دے لیچلا  
کس طرح لایا خدا جانے یہ کیونکر لیچلا  
نامہ برج حبس تو نکلیے دفتر لیچلا  
چھانٹ کر دس میں میں ایک خبر لیچلا  
میں عدم کو خود بنا کر اپنا محضر لیچلا

دورین اٹھارہ راجب بلوچ

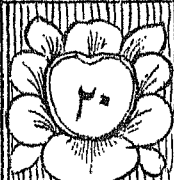
حربِ ضوانسے دفر دوس پر چمک رہی ہوئے  
 کاتبِ اعمال سے محشر میں ہوگی گفتگو  
 کوئی دامنگیر تھا کوئی گریبان گیر تھا  
 پوری اور تریہ قیامت میں نہیں مجھ کو امید  
 بارِ عصیان کس قدر ہو آدمی جزوِ ضعیف  
 آنسوؤں کا قافلہ چلنے لگانالے کے ساتھ  
 اوسکی جیتوں پہر ہی محفل میں بل چل گئی  
 منزل مقصود تک پہنچے بڑی مشکل سے ہم  
 و اسی قسمت اب آئیں گانہ لائیں گاجواب

جب بت کافر کو میں لین چپا کر لیچلا  
 اسیلے میں آپ اپنا حال لکھ کر لیچلا  
 اوسکو اپنے ساتھ جب میں وڑھ کر لیچلا  
 ایک ورا میں تھے قد کے برابر لیچلا  
 یہ گرا دیگا جو اتنا بوجھ سپر لیچلا  
 یہ جس آواز پر اپنی لگا کر لیچلا  
 مضطرب کو مضطرب مضطرب کو مضطرب لیچلا  
 ضعف نے اکثر مٹایا شوق اکثر لیچلا  
 لیچلا خط بھی تو صیدی کا کتور لیچلا



یہ ہیں یہ ہیں یہ شہر ایسی ابر بابر

داع کلکتہ سے لاکھوں داع دلپیر لیچلا



وہ ہاتھ ملکے کہتے ہیں کیا ہمار گیا  
 اک اک پھڑک پھڑک کے گزرتا ہو گیا

کس نے کہا کہ داع و فادار مر گیا  
 دامِ بلا ہی عشق کی وہ کشمکش رہی

سیری ہی دم سے زندہ ہی آزار عشق کا	مین مر گیا اگر تو یہ آزار مر گیا
محبوب کہ نہ جرم فغان پر کہ لطف کیا	شہرم گناہ سے جو گنہگار مر گیا
بیدار کہ کو رہ گئی کیا حسرت ستم	جب اپنی موت کوئی دل فگار مر گیا
بدتر ہی موت سے بھی زیادہ زندگی	وہ جی گیا جو عشق کا بیمار مر گیا
ہو تیری جنس حسن میں تاثیر زہر کی	جسکی نظر پڑی وہ خریدار مر گیا
آئین کھلی ہوئیں ہیں پس مرگ سلب	جانے کوئی کہ طالب دیدار مر گیا
جس سے کیا ہی اپنے اقرار جی گیا	جسے سنا ہی آپ سے انکار مر گیا

کس بکسی سے داغ نے فسوس جان دی	۱۶
پڑھ کر ترے فراق کے اشعار مر گیا	۲۱

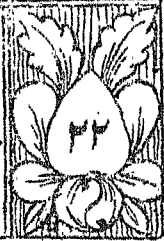
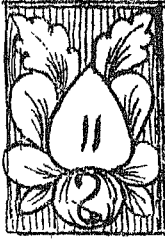
جگر کو تھام کے مین بزم یاد سے اٹھا	ہر اک قرار سے بیٹھا قرار سے اٹھا
ہماتے دلنے وہ تنہا اٹھا لیا ظالم	تراستم چونکہ اک روز گار سے اٹھا
ہوانہ پر کہیں روشن یہ شک تو دیکھو	کوئی چراغ جو میرے مزار سے اٹھا
شب فراق اجل کی بہت دعا مانگی	جگ مین درویش سے انتظار سے اٹھا

ہوا ہر خون کے چھینٹو نے پیر میں گلزار  
ہم اسے خط میں مضمون سرگرازی تھا  
تھما ہے جھوٹ فی بے اعتبار سے کیا  
اوسے کے راہ گز میں لگائے سوچ کر  
گلہ رقیب کا سنکر جھکی رہیں آنکھ میں  
ترس سیکر تھے شرابی کہ اونگلیاں اڑھیں  
کسی نے پاس نہائی جو ناسے کہا  
رہی وہ حسرت دنیا کہ صبح محشر بھی  
بچھوٹا اگر ان کے قدم وہ کیوں چاٹے  
وہ قتنہ قتنہ رہی وہ حسرت محشر ہی باز  
تم اپنی باتھ سے دو پھول غیر کو چن کر

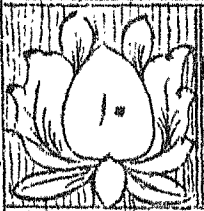
ترس شہید کا لاشہ ہمارے اوٹھا  
کہ ایک حرف نہ اوس گلزار سے اوٹھا  
کہ جیسے ایک سے اوٹھا ہزار سے اوٹھا  
جو گرد و پاؤں ہمارے غبار سے اوٹھا  
حجاب کب نگہ شرمسار سے اوٹھا  
وہ ابر رحمت پروردگار سے اوٹھا  
بہر کے شعلہ ہمارے مزار سے اوٹھا  
میں اپنے ہاتھ کو ملتا ہزار سے اوٹھا  
مگر نہ ہاتھ دل بہتر سے اوٹھا  
جو بزم یار جو کو سی پار سے اوٹھا  
یہ دلع کب ال امید و اسے اوٹھا

عدو کی بزم میں دیکھو تو دماغ کے تیور

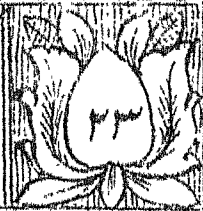
ذلیل ہو کے بڑے اقسا سے اوٹھا



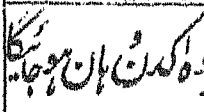
دل بہلا سی لذت آزار ہی رہا	مرتا فراق یار میں دشوار ہی رہا
ہر دم یہ شوق تھا اسے قربان کیجیے	میں وصل میں بھی جانے سزا ہی رہا
احسان عفو جرم سے وہ شرمسار ہو	بخشا گیا میں تو بھی گنہگار ہی رہا
ہوتی ہیں یہ طر حے مری پاسدار ہیں	دشمن کے پاس بھی ہر یار ہی رہا
حُسن پہلو وں کمال دیا کچھ نہ سکے	ہر چند انکو وصل کا اقرار ہی رہا
زاہد کی توبہ توبہ ہی گونٹ گونٹ	سو بوتلین اڑا کے بھی ہشیار ہی رہا
دیکھیں ہزار رشک مسیحا کی صورتیں	اچھا رہا جو عشق کا بہیار ہی رہا
صیقہ میں تپنے پھوٹنے ہیں بہت اسے	میں بھی رہا ہوا کہ گرفتار ہی رہا
لذت و فائین ہونہ کیسی جفا میں ہی	دلدار ہی رہا نہ دل آزار ہی رہا
جلد ہر کہ وصل کی خواہش ضرور تھی	وہ کیا رہا جو عاشق دیدار ہی رہا



کہتے ہیں جلکے غیر محبت سے ذرا عا کی



معتوق اسکے پاس فادار ہی رہا



جو بیان ہوتا وہ کہدُن ہاں ہو جائیگا

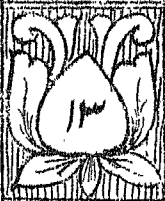
خسین بھی بتلا او سپر حیاں ہو جائیگا



دل سے بھی باتیں نہیں کرتا کہی ہیں اسلئے  
 استین سے پوچھ لے بہتے ہوئے آنسو سے  
 اونکے گھر سے جب بگڑ کر میں چلا تو یہ کہا  
 حسن تیرا عشق میری بیاہی وزگار  
 و لکھو بدت میں کیا تہا خوگر طرز شہم  
 چہ پیہ نہ نہیں حشر میں یہ اپنے اچھی کی  
 سخت جانی تیری تیرو نکور دلائیگی لو  
 دیکھ لینا آرزو وصل میں میرا وصل

وہ شکر بدگمان یہ راز دان ہو جائیگا  
 ہاتھ تیرا چھپے آقا تلے وان ہو جائیگا  
 آپکے جانے سے کیا سونا مکان ہو جائیگا  
 آفت آجائیگی یہ چرچا جہاں ہو جائیگا  
 کیا خبر تھی وہ کیا کھیر بان ہو جائیگا  
 ہو سکیگا حال دل جتنا بیان ہو جائیگا  
 ہر لب سے فار چشمہ خون نشان ہو جائیگا  
 بیٹھے بیٹھے یوں ہی گدگدایں ہو جائیگا

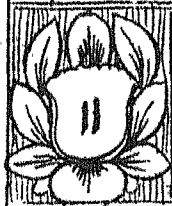
واع کہ ہم یہ سمجھتے کہ تیری عشق میں  
 ہاں ایسا شخص یوں بے خاندان ہو جائیگا



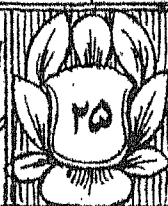
ارمان بھری دکھانہ یوں نام نکلتا  
 اگر سلسلہ نامہ پہ پیغام نکلتا  
 وہ چپ ہی ہے ورنہ سے ذکر و فایر

ناکامی جاوید سے بھی کام نکلتا  
 تو لے دل ناکام بڑا کام نکلتا  
 تعریف میں بھی پہلو و شان نکلتا

ہو تا ہی حسینوں کا یہی وقت نمائش	ور نہ مہ کامل نہ سر شام نکلتا
وہ کاش مے قتل کو آتے مگر آتے	ار مان تو اسی گردش ایام نکلتا
فراد کو آتی نہ کہی سینہ خراشی	گر لاکھ برس ہاتھ سریہ کام نکلتا
معلوم تھا یون تنی تو غین ہیں گھاتین	آغاز میں کیا عشق کا انجام نکلتا
کیا حضرت ابہ ہی بنے پیر مغان آج	بیخا نہ سے باہر نہیں اک جام نکلتا
گھر کے نکلتا نہ تراناوک دلہ وز	پہلو میں اگر گوشہ آرام نکلتا
آنکھو غین تو رہتی ہیں وہ کاجل ہری نہ	آنکھو نسے نہ کیون خن سیہ فام نکلتا
دشمن کی ندامت نے انہیں پیار دلایا	اسی کاش مے فتنے بھی الارام نکلتا
پیغام براوس شوخ کو لایا مجھے لیچل	خالی تری باقوسے نہیں کام نکلتا



اسی داغ ستائے غزل دس شوخ کو ہم بھی  
گر شمع کوئی متا بل انعام نکلتا



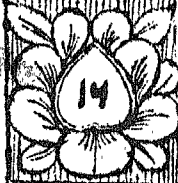
ہر چشم خریدار کو دیکھا اُسے دیکھا  
خورشید پر انوار کو دیکھا اُسے دیکھا

ہر شک کہ غیار کو دیکھا اُسے دیکھا  
تصویر رخ یار کو دیکھا اُسے دیکھا

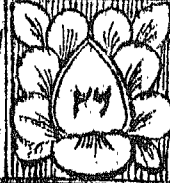
مشتاق سی کہلجائے ہیں محبوب کے انداز  
حیرت سے تری دیکھنے والی کی یہ ہر شکل  
کیا قندہ محشر میں ہی جو اویں نہیں ہے  
دیکھنا نہ اسے دیکھ کے ہوش اور گتیر ہے  
کہہ دے رنی گو سے کوئی جا کر سر طور  
عاشق کو پونہی دیکھتے ہیں دیکھنے والے  
وہ آنکھ دکھائیں یہ تمنا نہیں ہو کہو  
آگاہ اپنی رازی ہستی بچھل میں آگ سے

جطالب یدار کو دیکھا اسے دیکھا  
جس شخص نے دیوار کو دیکھا اسے دیکھا  
ظالم تری رفتار کو دیکھا اسے دیکھا  
ناصح بت عیار کو دیکھا اسے دیکھا  
اگر شعلہ رخسار کو دیکھا اسے دیکھا  
سہرہ تہ تلوار کو دیکھا اسے دیکھا  
جیسے کسی بیمار کو دیکھا اسے دیکھا  
بتیا بت دوچار کو دیکھا اسے دیکھا

ایک دن اسی شوق کے مضمون بھر میں



ہمنے مے شہار کو دیکھا اسے دیکھا



دیکھ لیکھا یہ مزاحشر میں جو جائیگا  
کیا مری قتل کا یوں پردہ نہو جائیگا  
لکے دل و گے تو وہ بھر ہو جائیگا

آپ جو حکم کرینگے وہی ہو جائیگا  
بیشک اہل عزامین کوئی رو جائیگا  
تم ذرا اس بھی پوچھو تو لو جائیگا



یسین آئے اُسے تکیہ ترے سر کا بنکر  
 غیر آیا ہے عبادت کو اگر آئے دو  
 آسمان ہو کہ زمانہ ہو غرض کوئی ہو  
 نامہ بر دیدہ سیدار ہمارا لیجا  
 کیوں نگہبان بنے آپٹے اے مرک  
 شتر تک بات بنائیگی جو تم چاہو گے  
 کہ گیا ساقی سرشار یہ چلتے چلتے  
 یہ وہ حالت ہے کہ ہنس تو نکور دلا دیتی ہے  
 فیصلہ آج کیے لیتے ہیں جو کچھ ہو جا  
 روزِ جمبتیں ہیں صغیف نامہ برد کی ہیکار  
 خط کی لونِ نقل کہ قاصد کی اوتاروں پر  
 وصل کو اب میں کی عرض تو ہنس کر بولے

کاٹ ڈالو نگہ مرا ہاتھ جو سو جائیگا  
 وہ بھی کب سخت میری جان کو رو جائیگا  
 تم جسے دوست بنا لو گو وہ ہو جائیگا  
 یہ تو جاگیگا جو توراہ میں سو جائیگا  
 مفت کا مال ہے کھو جائے جو کھو جائیگا  
 گھر کا گھر ہی میں ابھی فیصلہ ہو جائیگا  
 آپ جو رنگ میں ڈوبیگا ڈوبو جائیگا  
 جو ہنسائے مجھو آئیگا وہ رو جائیگا  
 نہ سہی اولئے خوشی نہ سوچو ہو جائیگا  
 نہیں جتنا وہ مفرہ میں جو جائیگا  
 یہ بھی گم ہو گا مرا نامہ بھی کھو جائیگا  
 کیوں مہر جاتے ہو ہو جائیگا ہو جائیگا

داغِ تم داغِ جدائی کے گلے کرتے ہو

چار چھینڈ نہیں وہ چلتے ہوئے دھو جائیگا

رکے جو کام تو بھلا اور سن نہیں چلتا  
ہماتے سینے میں ہر ون نفس نہیں چلتا  
دکھا میں کو چہ قاتل میں جان نثار و نکو  
بہت ہمارے پڑنے سے تنگ ہو صیاد  
گزر گویں جو دن پھر نہ آئی گے ہرگز  
مریض غصے چلے پیش کیا طبیعت کی  
وہ شہسوار بہت اپنے ولیم حیران ہو  
وہ بد گمان ہو وہ ہر ناز میں مرا صیاد  
کبھی ادھر تو کبھی ہو ادھر وہ شہسوار

پسائے بس میں ہی کچھ اپنا بس نہیں چلتا  
جب اوسنے روک دیا کچھ بس نہیں چلتا  
ہماتے ساتھ کہ ہی بوا اوس نہیں چلتا  
کہ چار دن سے زیادہ نفس نہیں چلتا  
کہ ایک چال فلک ہر برس نہیں چلتا  
بغیر حکم اے نفس نہیں چلتا  
کہ میری خاک آگے فرس نہیں چلتا  
کہ اپنے ہاتھ میں لیکر نفس نہیں چلتا  
یہ بانگین ہو کہ سید صافرس نہیں چلتا

طے جو داغ تو کیسا بنائیں ٹھیک اوسے

ہزار کوس سے کچھ اڑکا بس نہیں چلتا

ایک شکوہ میں سامان وصل کا برہم ہوا

کیا ہی میں نے پھیلا کوشی میں غم ہوا

حال میرا وہ سہرا گویا مزاج یار ہی  
 نامیدی پھر صدمے تو نے دی را حنیف  
 بے اثر ہو تو بھی طوفانِ اندیش یا تو ہو  
 چارہ دریاں بھی رہے او بھری لگی ٹوٹ  
 اگر اگر رنگ لائیکا ابھی مضمون غم  
 درو دل معشوق کا غصہ نہیں اچارہ گر  
 صبح بھر انجمن ادبِ گلین دھواؤں کا چال

یہ نہ ہمارے سے نہ شہید کا اگر غم ہو  
 کم ہو جب یکساں مان یک دشمن کم ہو  
 حشر اوں آنسو پہری جو قطرہ رشتم ہو  
 تھوڑا تھوڑا لطف سے بھی مڑل کم ہو  
 نامہ برکتا ہی اک اک لفظ پر ماتم ہو  
 یہ نہ بڑھ کر کم ہو جب کم ہو تو کم ہو  
 آئینے سے کہتے ہیں یکساں عالم ہو

وانغ پر اوس آفت جان بڑھائی رسم در راہ

پہلے تھوڑا رنج پایا پہلے تھوڑا غم ہوا

کہو جب تم یہ ہی بیمار میسرا  
 یہ عیو دل باعث آزار میسرا  
 پیام شوق بھی قاصد ادا ہو  
 برائی میں بھی ہو گا کوئی مطلب

تو کیونکر دور ہو آزار میسرا  
 یہ ہو غمخوار میسرا یا ر میسرا  
 نہ آئے نام بھی ز نیاز میسرا  
 وہ کرتے ذکر کیوں بیکار میسرا

جئے کو سین بلا سے گالیان میں

کو نگا حشر میں یہ کون ہیں کون

خدا ہر حشر کے دن وہ پکارتے

قیامت ہر سنے وہ سر جیکائے

مگر وہ نام لین ہر بار میسرا

مزا دی بجائے گا نکار میسرا

کہاں ہو طالب یدار میسرا

خدا کے سامنے اظہار میسرا

جئے تم جانتے ہو دل غم ہون میں

کہیں جاتا ہے خالی وار میسرا

زندگانی کا مزاج تار ہا

بدگمانی کا مزاج تار ہا

پہر کہانی کا مزاج تار ہا

لن ترانی کا مزاج تار ہا

اس نشانی کا مزاج تار ہا

سر و پانی کا مزاج تار ہا

ناؤانی کا مزاج تار ہا

جب جوانی کا مزاج تار ہا

وہ قسم کھاتے ہیں اب ہر بات پر

دہستان عشق جب ٹھہری غلط

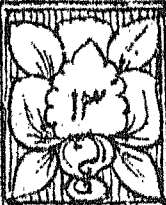
خواب میں تیری تجلی دیکھ لی

مشگئی اب داغ فرقت کی جلن

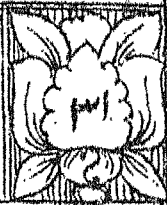
چٹ سکے برسات میں کیونکر شراب

ورونے اوٹھکراوٹھایا بزم سے

مہربانی کا مزا حب تار ہا	غیر پر لطف و کرم ہونے لگا
جانفشانی کا مزا حب تار ہا	کوئی تجھ پر بے غرض مڑتا نہیں
پاسبانی کا مزا حب تار ہا	آپ وہ اپنے نگہبان بن گئے
نقش ثانی کا مزا حب تار ہا	دوسرا کوئی نہ تجھ سے سبک
اوس پرانی کا مزا حب تار ہا	جب نہ اب کہنے میں پاتی ملا
سخت جانی کا مزا حب تار ہا	دوسرا پورا پڑا قاتل کا ہاتھ
منہ زبانی کا مزا حب تار ہا	ناسہ کرنے سے طے کیے سارے پیام
داسنے پانی کا مزا حب تار ہا	کوئی دن کی اب ہوا کہتے ہیں ہم



دراغ ہی کے دم سے تھا لطف سخن



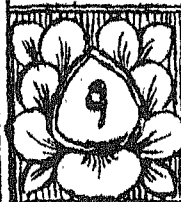
خوش بیانی کا مزا حب تار ہا

ہمارے ہاتھ میں ہیں کسب کا  
مٹا کر آئے ہو دفن کسب کا  
کسب کا دوست ہو دشمن کسب کا

وہ جانا پھریسہ کرتوں کسب کا  
غبار آلودہ ہیں پاسے خنائی  
روانے کے چلن سیکے ہیں تونے

۴۷

۱	یہ ہے او جڑا ہوا مسکن کسیکا	دل و بیان کو جب دیکھا تو بولے
۲	ہمیشہ کب رہا جو بن کسیکا	کہا غنچے سے مرجھا کر یہ گل نے
۳	کہہ بنے نکلا ہوا دامن کسیکا	پڑا تھا ہائے کس کینخت کے ہاتھ
۴	نہ سنوا کے خدا شیون کسیکا	کلیجا تمام لوگے جب سنو گے
۵	چمکتا ہے رخ روشن کسیکا	گر رنگی طور پر اک اور بجلی
۶	برابر ہو گیا مدفن کسیکا	گئے وہ جانب گور غریبان
۷	کرین غم آپکے دشمن کسیکا	مرے ماتم میں وہ آئیں تو کہنا
۸	کسی پر حال ہو روشن کسیکا	کسیکا دم نکلتا ہے کسی سے
۹	جھروکے سے ہو روشن کسیکا	تجلی روزن دل سے عیان ہری



وہ پروں دیکھتے ہیں داغ کے داغ  
کیسی سیو ہو گلشن کسیکا



خدا بھلا کرے آزار دینے والا  
عجیب حال دگر گون ہی یا نما لکھا

گیا ہر عرش معلیٰ پر شور نا لونا  
ادنین جو بحث قیامت ہے قیامتگی

وہ اپنا دستہ جانی بھیج کھتے ڈرتے ہیں

اسی سے پرستش احوال ہو گئی پہلے

فلک شمس قمرین زمین پہ لالہ و گل

کہا یہ برق تجلی سے طور نے جل کر

ہر ایک مار سیہ زلف و گیسو کا کل

کہیں نہیں تری درگاہ کے سوا بارب

علی کون کر سیکے دیکے چھا لو نکا

جواب پہل نہیں تنہا سر سوا لو نکا

مگر جواب کہان ہو تنہا سے گالو نکا

ہمارا کیا ہو یہ حصہ ہو خوش چھا لو نکا

تنہا سے بال ہیں یا کیت ہو کالو نکا

فلک دو نکا نکا ناخراب حالو نکا

وہ پھول لو نکا میلہ سیر باد سے داغ

وہ روز چھرنے پہ جگمگت پری بھا لو نکا

وہ لیٹ پائے موحده

بزم سے آخر شب ہی سفر جام شراب

مست سرشار کو سرشار سنبھال کیا خاک

کثر تہ جمع اغیار سے محروم رہا

مختص یہ گاجواب اپنے ستم کا کیا

شام غربت ہوئی ساقی مگر جام شراب

نہ تھی دست بھروسے مگر جام شراب

نہ بزم میں مجھ تک گزر جام شراب

کل جو کوڑی پہ ہوا داد مگر جام شراب

یہ بھی ای محبت اس لال پی کا ہوا  
خون و نگامری پیاس سے ای ساقی  
بزم دشمن میں ہے آپ تو صوفی بنکر  
می گلزنک بنا ہجر میں خوننا بد دل

اوڑکے پہونچی ہی جو تہ تک خبر جام شراب  
کوئی پتھر کا نہیں ہی جگر جام شراب  
سرخ آنکھوں میں کمان ہی اثر جام شراب  
چشم ناسور ہوئی چشم تر جام شراب

نہیں معلوم کہ اس دراع ہو تو کس ص میں  
نہ تلاش بت محوش نہ سر جام شراب

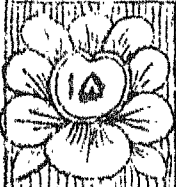


میر ہی دم سے مر و وفا کا نشان ہوا  
اک اک گٹری ہی وعدہ کی اک اک ریشمی  
کیا مر گیا ہوں یہ تو ای چارہ گر مجھ  
آخر یہ ہو گیا دہن تنگ کا جواب  
اس حال کو پہنچ گئیں لکی خرابیاں  
باقی ہو ادھی رات مگر اسکا کیا جواب  
سینے سے میسے دست تسلی او ٹھائیے

تجسسا اگر نہیں ہو تو تجسسا کمان ہوا  
تم دو گٹری کو مری و روزبان ہوا  
اونکی زبان سے میری فاکا بیان ہوا  
گنجائش اپنی آپکے دلیں کمان ہوا  
تیرا مکان ہوا بت خدا کا مکان ہوا  
گھبر کر وہ یہ کہتی ہیں قت اذان ہوا  
یہ بھی دل خیف کو بار گران ہوا

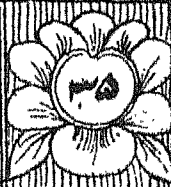


وہ آنکھ دہ گاہ دہ چٹون کمان ہواب	ویکھو ذرا سی شرم نے سب کچھ مٹا دیا
میرا غبار میرے لیے آسمان ہواب	بعد فنا بھی اور مگر کیا اوسے
چلتا ہوا رقیب ہے بھی پاس بان ہواب	مین کیا کر اوسے غیر کو روکا ہی بار ہا
دشمن کو بھی جو دیکھے پورا کمان ہواب	کیا لطف دوستی کہ نہیں لطف دشمنی
غم بھی اگر ملے تو وہی ارمان ہواب	اس دین نصیب کمان عیش و دل
سہریزہ ہرزہ نامہ کا برگ خزان ہواب	فاسد کی خاک آئی ہو اور گریہ و اکساہ
مین خوب جانتا ہوں مرا امتحان ہواب	یہ کیا کہا کہ حشر کے دن آزمائے گئے
وہ صاف کھتا ہے مین نصرت کمان ہواب	لو اور سینے شکوہ وصل رقیب پر
مجھے ڈر وہ کہ دست مرا آسمان ہواب	لڑا ہی مج کو بخت سبازم عیش مین



نکوی نقین نہیں تو نہوا سکا کیا علاج

کبھی دماغ تم سے بہت بد گمان ہواب



رویت تاسے فوقانی

دل سلامت ہے تو دست بہت ران بہت

عالم یاس مین گہا لے نہ انسان بہت

قتل ہوئے ندیا شکر جفائے مجھ کو

غیر کروا سٹے سب طرز ستم بھول گئے

ہو گیار وز کے عدموں سے کلچہ پتھر

کاش و چار ہزار نون تو ہوں کا فر عشق

سراوٹا نہیں تو شرم جفا سے ظالم

تم کہ بیدار کرو اور نہ شرماؤ ذرا

حسرتیں و زنجی و لیں بہری جاتی ہیں

سوچو دلیں تو ہر عشق نہایت شوا

وعدہ کہتے ہی پلٹ جاد ہم اس سے خوش ہیں

دل کے سطح بہلاؤں تجھے اسی پر وہ نشین

رنگ لائیگا ترا دست حنائی کافر

حسرتیں تو چلی روح عدم کو لیکن

نہ ہونی بات میں آنحضرت و اخطا تشر

کام آتی ہیں بروقت میں انسانیت

کچھ دوا کیجیے ہر آپ کو نسیانیت

نیکے ٹوٹے ہوئے قاتل تیرے پر کیا نیت

ہمنے کعبہ میں بھی دیکھے نہ مسلمانیت

یا کیسے ہیں کسی کی بکھت نے حسانیت

ہم کہ ناکردہ گنہ اور پشیمانیت

تھوڑی تھوڑی بھی ہو جاتی ہیں مہانیت

نہ سمجھیے تو یہی کام ہے آسانیت

دل غلین کو خوشی کی تو ہوا ک آنیت

بیخود یمن بھی تو رہتا ہے ترا و حیانیت

ایک دن لائیگا اس ہاتھ پہ ایمانیت

اس مسافر سے چلیگا نہ یہ سامانیت

یہ مسلم کہ پڑھا اپنے قرآنیت

۲۲۲  
۳۴  
۱۳  
یزم احبابین آواغ کبھی تو نہیں مل

دیکھتے ہیں تجھ پر وقت پریشان بہت

## رویت وال قلم

ہوگی نہ بوسے کا کل غنیمتیں بند  
رکتا نہیں ہر کام کسید کا کریم بند  
ہوگی زبان پڑھ کے الف لام مہم بند  
آخر کو ہو گئے در حسلہ نعیم بند  
رہتا ہر رات دن در گنج لایم بند  
لب نعیم و این خم جگر کے تو نیم بند  
روکے سے کبھی ہر زبان کلیم بند  
باندھے سے بھی نہ کوئی سہ کریم بند  
دروازہ گہر کا نیم ہی و اور نیم بند  
کوئی کہے تو کوئی میں دریا حکیم بند

تیری گلی سے گو ہو صبا یا نیم بند  
گوشت کے گہر سے ہو گئے میری ندیم بند  
ہو گا دم اخیر بھی لب پر مے الم  
بخشنے گئے تو حشر میں ہم سیر میں ہے  
جو خود نہ کہا سکے وہ کہلائے کس کو کیا  
قاتل کی طرز نیم تبسم اوڑائی ہر  
ایسی سنی ہیں ہم نے بہت لڑائیاں  
روکے سے کوئی رکھتی ہیں شترگانِ رشتاں  
چوری سی کوئی رات کو نکلا ہو دیکھ  
ہم بچا شک روکے سے کہتے ہیں آنکھ میں

یوں میرے دل میں گھر کر رہیں تیری حسرتیں  
ہو جا جیسے قلعے میں فوج غنیمت بند

۱۲  
۳۷  
ایں دل غاوت سے جو روج جفا کا گلا عیث  
تیرے کہے سے ہو گی نہ رسم قدیم بند

رویف راے مہملہ

جواب وصل نکلا آپ کے منہ سے نہیں بنکر  
مگر ہر گھر کرنا تھا تو یوں اچرخ کرنا تھا  
جو کرتی پیروی مجھ کو نکی ہم کیا اچھو سوتا تھا  
رہے عشق سے واقف ہیں وہ سچ کہا قصہ  
خیال ناز کی سہ کوئی نالے کر نہیں سکتا  
یہاں ہم بد نصیبوں کو جو حصے میں نہیں آتی  
شراب عشق کی عین عجب تاثیر دیکھی ہے  
کہ ورت گبری ہے جو محبت پاک تھی ہے  
نہیں ہوتا اثر تجھ سے انک آ نہیں سکتے  
شکایت بھی یہاں آئی تو لب فرین بنکر  
کہ تو دل میں رہتی اور کچھ کی زمین بنکر  
مگر وہ دل میں بیٹھا لیلے محل نشین بنکر  
وہی دانا سہی چھٹ جائیگا ہو لہو لہو بنکر  
ہزاروں آفتوں سے بچ گئے تھم ناز میں بنکر  
الہی گہی کیا خوبی قسمت میں بنکر  
بگڑ کر کہیں رہتی ہے کیفیت کہیں بنکر  
یہی ہر عطر ہے جو روح ٹھہرا رہیں بنکر  
رہی ہو آہ سینے میں نگاہ شریکین بنکر

خراش سینہ سی پست وشت گل کھلاتا	بگاڑا بیٹے جیب ستینے استین بنکر
کوئی معشوقے ایسی برستی بھی کرتا کر	کہ تیرا نام چھپتا ہو مرو <sup>دل</sup> نگین بنکر
تہا راک کے آگے خندہ گل کا یہ نقشہ ہو	کہ جس صورت کوئی شکل اسے ترا حسین بنکر
عقاب دہ چہرہ کی ادا پر لوٹ ہوں قاتل	مرو دلپہ چہری پھرتی تری چین چین بنکر

یہ سنتے ہی رہا اک شور بر بادونکی محفل میں	۲۵	۳۸	کے تھہرا تلو کیا واع دیوانے تمہیں بنکر
---	----	----	--

۱	پہر گئی آنکھ تری گردش ورا ہون کر	۱	مشکے عشق میں گھر سیکڑوں بریا ہون کر
۲	دل میں چھپتی ہو تنہا تری مرثا گاہ ہون کر	۲	کیون نہ مر جائے اس چہرہ پر قربان ہون کر
۳	تکو جانا نہیں آتا ابھی مہمان ہون کر	۳	جب کہین جاتے ہو آتے ہو پشیمان ہون کر
۴	کوئی دن دیکھ لو اسی واع مسلمان ہون کر	۴	اوسکو حسرت نہ ہی دشمن ایمان ہون کر
۵	دل کے پر سے میں چرانغ تیرا مان ہون کر	۵	ہمتاوس واع کفائل میں جو چکے تاشر
۶	اوٹھ گئے آج وہ محفل سے پریشان ہون کر	۶	دروہر ہونے لگا سکے زیادہ تعریف
۷	آئے ہو کیا طرف گو دغر بیان ہون کر	۷	سانس بیتاب قدم تیز پریشان نظر

بخیر گریسے مریم ہو تو کیا کام مجھے  
 خیر بہتر ہو تغافل ہی سہی سن لینا  
 مصلحت سے نکلیا جو رہ تو کیا ہوتا ہو  
 نالے رہا ہیں کہ کہ کے مری سینے میں  
 یہ ہر دست جنوں کا یہ سلیقہ دیکھو  
 کس نے اپنی مین ہیں آزار محبت الے  
 غیر کی خاک ترے کو چھین بیشک ہوگی  
 دیکھنے والے ہی سو عیب لگا دیتے ہیں  
 اپنے ہاتھوں سے وہ خط چاک کرے اتنی خاصہ  
 کیونچہ زیر فلک طالع دشمن کو فروغ  
 ضعف سے خوش ہوں کہ جب ہاتھ دکھائی ہو  
 اس ناک سے یہ ڈر ہو کہ گلے پر میرے  
 تیری حشر مجھے لائی ہو تیری محفل میں

غیر کے ہاتھ پڑے میرا گریباں ہو کر  
 جان پر کھیل گیا کوئی پریشیاں ہو کر  
 آدمی تو بہ کرے دل سے پیشیاں ہو کر  
 تیر بیٹھا ہی ترا حلق کا در بان ہو کر  
 دھجیاں لڑتی ہیں من کی گریباں ہو کر  
 یہ بگڑتا ہو مرض قابل درماں ہو کر  
 اشک سے ہیں مری آنکھ سے پیکان ہو کر  
 کوئی جو چاہے کہے آنکھ سے پنہاں ہو کر  
 یہ رہیگا مے سینے پہ گریباں ہو کر  
 بخت چمکا ہو چراغ تہہ دا مان ہو کر  
 اونگلیاں چھب گئیں دہن میں تیری مگر کان ہو کر  
 تیری تلوار نہ رہ جائے گریباں ہو کر  
 مین نہ نکلوں گا کہی غیر کا ارمان ہو کر

ای وی رانی دل بیسرو سامانی ل  
 نور کسکا ہی مری دلیں کہ ہر آہ کے ساتھ  
 پاس پہننے کی محبت بھی تو ہو جاتی ہی  
 تجکو معلوم بھی ہی رانکو در پر تیرے

تیرو ارمان بھی بچھٹائے ہیں مہاں کر  
 رگہی برق تجلی سی نہ سیاں کر  
 کیوں کہ میں جا ہمار سی شب بھر ان کر  
 نالے کرتا ہی کوئی روز غزلخوان کر

واغ تو کب سے جاتا ہی جو بیتخانے کو  
 شرم آتی نہیں کبخت مسلمان ہو کر

دل نکلے سطح تھے پیکان کو چوڑ کر  
 دستہ جنوں کا اور کرین چارہ گر علاج  
 اک پل کی زندگی بھی غنیمت ہو دار پر  
 اہل عدم سے کہ دو مرد تھے دور ہی  
 آیا ہوں سیرام میں صیاد باغ سے  
 قاتل خدا کیواسطے اک زخم اور بھی  
 پوچھا جو اونے آگے گہ منسکے چپ پوچھو

۱ جاتا ہی گہری کوئی بھی مہاں کو چوڑ کر  
 ۲ سر پٹیا ہوں حبیب گریباں کو چوڑ کر  
 ملتے ہیں شک خاک میں مٹا گاں کو چوڑ کر  
 تنہا نچاؤ نگا شب عجب رانکو چوڑ کر  
 اپنی مراد پر گل وریحاں کو چوڑ کر  
 ۳ تلوار پھر سفہ مال نکلا رانکو چوڑ کر  
 چہری پر اپنی زلف پیشاں کو چوڑ کر

و کیہی نہوگی سیر کہی اس شکار کی  
ظالم تری نگہ نے کیا کام ہی تمام  
محشر سے جائیں خلد میں باریت کب ہو  
دنیا میں اور کوئی نہوتا گناہ نگار

و یکہو ز قیب پر سگ در بانگو چو کر  
نشر چو تھے تو رگ جانا کو چو کر  
حیرت زدہ ہم اس بت حیرانکو چو کر  
پچھتا رہا ہوں دامن عصیاں کو چو کر

ہر چند راہ پور میں گھبرا رہا ہو سراغ

کس طرح جانے کلب علی خان کو چو کر

جو بل ہو تری زلف گرہ گیر سے بہار  
ستر دل تیراں سے نہ نکلی ہی نہ نکلی  
تم گھر سے تو نکلو کوئی آیا ہو مسافر  
حیران ہیں خود اپنی اداؤں سے جانیں  
دربان کے جھگڑے نے بڑا کام نکالا  
درپردہ مجھوں اسے بیٹے لکھا ہی  
آئے ہو تو اب داغ ستم دیکھتے جاؤ

وہ بیچ نہیں ہی مری تقدیر سے بہار  
نکلت نہوئی غنچہ تصویر سے بہار  
تم بات تو کرو کسی رگہ گیر سے بہار  
ایسے سڑے گھر میں ہیں تصویر سے بہار  
گمراہ کے وہ نکالے اسی تدبیر سے بہار  
ہی کا تب اعال کی تحریر سے بہار  
آہا ہی جگر ناکہ شبگیر سے بہار



سیرت میری تجسے وفا دار زیادہ	کلی نہ دل عاشق و لکیر سے باہر
کتنے ہیں میری قبر پر وہ پہنچے دیکھیں	یہ مردہ نکالو کسی تدبیر سے باہر
اویں فگن دین کشتا ہے پیکان	سوفار رہے سید نہ بخییر سے باہر
اوس تیغ نگہ سے وہ ادا ہوتی ہی ظاہر	شمشیر نکل آتی ہی شمشیر سے باہر
دل ناوک مڑگان تو جگر تیر نگہ نے	اس تیر سے باہر ہون اوتیر سے باہر
نقش قدم غیر کو اوس کو چھین دیکھا	یہ پاؤں نہون حلقہ زنجیر سے باہر
کچشمہ حیوان ہی تو اک چشمہ کوثر	و قطر سے ہیں آب م شمشیر سے باہر

۲۱	دل سے تو کلتے ہیں ہوئے مگر داغ	۱۲
کیونکر ہوں حصار فلک پیر سے باہر		

غیر بھی میری طرح کتنے ہیں آپن کیونکر	ہیں بھی دیکھوں تو پلشتی ہیں نگاہن کیونکر
تہر ہی عہد جوانی کی امنگ اور ترنگ	دل بھی مانے وہ قیدیوں کو نچا ہیں کیونکر
نہ دلاسانہ تسلی نہ تشفی نہ وفا	دوستی اوس بہت بدخوس نہا ہیں کیونکر
زیر دیوار کبھی جہانک کے تم دیکھہ تو لو	نا تو ان کتے ہیں ل تھام کر آپن کیونکر

چاہ کا نام جب آتا ہی بگڑ جاتے ہو  
جب وہ آنکھوں میں سہاگے مرے دلیں آئے  
شرم سے آنکھ ملاتے نہیں دیکھا اونکو  
درومند سے کہیں ضبط افغان ہوتا تو  
یہ چلن کسے سکھائے یہ طریقے کسے  
لاالہ وکل کو جو دیکھا تو کہا مجھوں نے  
غیر کی چاہ کا دم بھرتے ہو تم کیا جانو

وہ طریقہ تو بتا دو تمہیں چاہیں کیونکر  
بندہ ہوں ناصح ناہم سمیہ اپن کیونکر  
پارہوتی ہن کلیجے کے نکا ہن کیونکر  
چپکے چپکے ترے سبب رکا ہن کیونکر  
آگئیں جو روح خفا کی تمہیں اپن کیونکر  
سر پہ کاٹوں گے ہون سچ نکلا ہن کیونکر  
نالے کس طرح کیا کرتے ہن اپن کیونکر

واغ وہ چاہتے ہن غیر کو چاہے یہ بھی  
جو برا چاہے ہمارا او سے چاہن کیونکر

### رولیف مسیم

حشر میں بھی کسی کے اوٹھائیکے ناز ہم  
چاہیں پے نشاط سلیمانے تخت بخت  
کیا کیا بہانے موت کہتے ہن آندن

ایسے نیاز مند ہن اسے بے نیاز ہم  
مانگین سچ و خضر سے عمر وراثت ہم  
تجسس زیادہ بھر میں ہن جلیہ ساز ہم

دل سے موافقت ہی نہ دلبر سے اتفاق	بے لاگ ہیں کسی سے نہیں کہتے ساز ہم
ہوگی فقط شریکِ عا ایک بکیسی	میت پر اپنی آپ ٹھہینگے نیاز ہم
انہ کی مجال یہ طاقت بشر کی ہے	تم جانتے ہو جیسا اٹھتا ہے نیاز ہم
دل کی بری بھلی کو سمجھائے پیغام	کیا دخلِ نین کہ اس کے نہیں ہیں مجاز ہم
وا عظامی نہ کہد کہ پیدا ہی کیوں ہو	دنیا میں آئیں اور رہیں پاکباز ہم
اس میں بھی کوئی بھیج ہو تھانہ نہیں	کہتے ہیں ایک ایک سے کیوں لگوار ہم
جب سنے ہیں کہ آپ پر دو چار مر گئے	دولتے ہیں قیون کی اپنے نیاز ہم

وہ دن گئے کہ دلِ شمع تہی ہر دم تو نکی یاد  
پڑھتے ہیں پانچ وقت کی اہم نماز ہم

رویت نوں

شب وصل بھی لب پہ لے گئے ہیں	یہ نالے بہت مست لگائے گئے ہیں
خدا جانے ہم کسکے پہلو میں ہونگے	عدم کو سب اپنے پر لے گئے ہیں
وہی راہ ہستی ہو چل پر کے ہکو	جہان خاک میں دل ملائے گئے ہیں

مرے دل کی کیونکر نہو پامالی	بہت اس میں ارمان آئے گئے ہیں
گلے شکوی ہوئے بھی تھے کس مزیکے	ہم الزام دہستہ کھائے گئے ہیں
ننگہ کو جگر زلف کو دل دیا ہے	یہ دونوں ٹھکانے لگائے گئے ہیں
سہ چپ نہ ہم بھی دم عرض مطلب	وہ اک اک کی سنو سنائے گئے ہیں
فرشتے بھی دیکھیں تو کھلیا میں آنکھیں	بیشک وہ وہ چلو سے دکھائے گئے ہیں

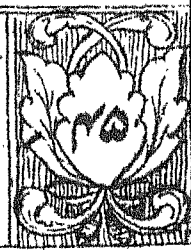
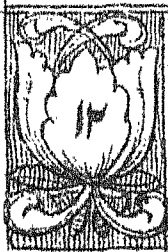
چلو حضرت فرات کی سی دیکھیں	۱۸
وہاں آج وہ بھی بلائے گئے ہیں	۲۲

بت کو بت اور خدا کو جو خدا کہتے ہیں	ہم بھی نہیں تو اسے کیسے کیا کہتے ہیں
ہم تصویں بھی جو بات راکتے ہیں	سب میں اور جاتی ہو ظالم کیا کہتے ہیں
یکہ تھما سے لب عجاز نکالتے ہیں	پر سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا کہتے ہیں
سب مجھے شیفہ تاز واد کہتے ہیں	تم تو کہتے ہی نہیں کہ یہ کیا کہتے ہیں
جو بولے ہیں ہر دو کو بھی بھلا کہتے ہیں	نہ برا سنتے ہیں اسے نہ برا کہتے ہیں
ہر دم احباب می ناب وصال عشق	اب کسی شے میں نہیں جس کو فرات کہتے ہیں

نامہ مباحثہ قاصد کی زبان سے نکلا  
 اسکی باتھوئے یہی لٹ خوار ہو گئی  
 سخن شاہ و گداخیر سے حق لی نہ سنا  
 میں گنہگار اگر عشق مجازی ہو گناہ  
 دعویٰ ہمدرد و وفاؤں کی زبان پر آیا  
 کوئی خوبی نظر آتی نہیں تجھ میں ظالم  
 وقت ملنے کا چوپو چپا تو کہا کہ دین گے  
 چوٹ کمانی سی جودل ٹوٹ گیا ہر پنا  
 نہیں ملتا کسی مضمون میں ہر مضمون  
 کیا سنا تے ہو کہ ہم قتل کرینگے تجھ کو  
 شکوہ ہجر پر اوس شوخ نے حکم لکھا  
 کوئی رکتا ہی جسے تیر قضا کہتے ہیں  
 غیر اپنی تو خبر لین مجھے کیا کہتے ہیں  
 وہ دعا کرتے ہیں سب کو یہ دعا کہتے ہیں  
 میں خطا دار اگر اسکو خطا کہتے ہیں  
 اور سنیے کہ وہ میرا ہی کہا کہتے ہیں  
 اسی فلک پیری صد عیب بجا کہتے ہیں  
 غیر کا حال چوپو چپا تو کہا کہتے ہیں  
 لوگ اسکو بھی ترا عہد وفا کہتے ہیں  
 طرز اینچہ ہو جیسا سب جدا کہتے ہیں  
 اسکو ہم مژدہ اندوہ رہا کہتے ہیں  
 جو ہے دلیل کہ ہیں اسکو جدا کہتے ہیں

پہلے تو وراغ کی تعریف ہوا کرتی تھی

اب خدا جانے وہ کیوں اسکو برا کہتے ہیں



اسکی شرارتیں بھی قیامت کے کم نہیں  
اندوہ و درد و یاس و غم و رنج اپنی پائیں  
دنیا میں ان تون نے جلایا ہو ہر قدر  
مٹ گانے تیری چاک کیے ناشتہ نکو دل  
وہ لذتِصال سے لیتے ہیں جانِ دل  
کیا ماجر اکون دل اسید و ارکا  
یہ نازیہ نگاہ یہ چہل پل یہ شوخیان  
اوس کا ثواب لوٹنے والے تھیں تو ہیں  
ہو شام ہی وصل میں تگ و تلاش صبح  
وہ اپنی وین میں خونِ سیرابت ہی کچھ اور  
خونِ جگر کی نکر وں گامت سامِ عمر

دل تجھ سے بڑھ کے کسی عزت کے کم نہیں  
جو کچھ ہو وہ تمہاری عنایت کے کم نہیں  
وہ زخ بھی میرے واسطے جنت کے کم نہیں  
وستِ شتر بھی پیہرِ خوشی کے کم نہیں  
یہ ہر بانیان بھی عداوت کے کم نہیں  
اک رز و ہزار مصیبت کے کم نہیں  
تم اوس سے بھی سوا ہر قیامت کے کم نہیں  
ظاہرہ میکدیکہ عبادت کے کم نہیں  
یہ انتظار بھی مری حسرت کے کم نہیں  
شکرِ جفا و گرنہ شکایت کے کم نہیں  
جو رزق ملکیا مری قسمت کے کم نہیں

تو نے دیا فریغ تو ہی دلِ رخ آفتاب

دورہ یعنی دور نہ اوسکی حقیقت کے کم نہیں



مجال کسی ہوا سے شکر سنائے جو تجھ کو چار باتیں

بجلا کیا اعتبار تو نے ہزار سنہ پہن ہزار باتیں

رقیب کا ذکر و صل کی شب پہرا و سپہ تاکید ہو کہ سنیدے

تمہیں تو اک داستان ٹھہری ہمیں یہیں ناگوار باتیں

انہیں نہ کیوں عذر و دروس ہو جب ہر طرح کا پیام رہو

غضب کیا عمر بھر کی اوسے تمام کین ایک بار باتیں

جو کیفیت دیکھنی ہو زائد تو چلکے تو دیکھ یکدے میں

بہک بہک کر مزے مزے کی سنائینگے بادہ خوار باتیں

گاہیں دشنام دے رہی ہیں ادائیں پیغام دے رہی ہیں

کبھی نہ بھولینگے حشر تک ہم رہیں گی یہ یادگار باتیں

بہل ہی جائیگا دل ہمارا کہ ہجر کی شب کو رحم کہا کر

تمہاری تصویر بول اوٹھیں گی کریگی بے اختیار باتیں

ہمارے سر کی قسم نہ کہا و قسم ہو جس کو یقین ہوگا

تھامے ناپائیدار رویہ سے تمہاری بیٹے اعتبار باتیں

مھے جتنا سے پہ کیوں وہ آئے کہ اولے ٹٹنے مجھ سنائے

کھا کیے جو زبان پر آیا سنائیے سو گوارا باتیں

فسانہ درد و غم سنایا تو بوسے وہ جو ٹپوٹا ہوا

سنی ہوئی ہی بہت کہانی نہ جیسے ایسی بگھاڑا باتیں

مرا تو اس وقت جو ٹپوٹ پیچ کا کھلے کہ ہر کون راستی پر

خدا کے آگے سرے تھامے اگر چوں در شمار باتیں

ابھی سے ہو گیا وہ اس قاصد ابھی سے ہو گیا جو اس قاصد

سنبھل سنبھل کر سمجھتا سمجھتا کر کے گا کیا میقرا باتیں

تمہاری تحریر میں ہی پہلو تمہاری تقریر میں ہی جادو

چھٹنے نہ کس طرح دل ہمارا جہان میں یہ پیدا باتیں

برسی بلا ہی یہ دن پر فن ہم اسکو ہرگز نہ منہ لگانا

وگرنہ ڈھپ پر لگا ہی لگا سنیں اگر اسکی چار باتیں



بتان باہوش و بڑی ہوئی منزل میں رہیں  
ہزاروں ان پنهان عاشقوں کے دل میں رہیں  
زمین پاؤں بخوش نہیں کھینچے پری ہیکر  
محبت میں مزا ہو چھٹیر کا لیکن مزی کی ہو  
خدا کے سلامت جنکو او کو موت کب آئے  
ہزاروں حسین ترین ہیں کہ وہ نہ نہیں کتن  
یہاں تک تھک کر ہیں جلتی چلتی تیرے ہاتھوں  
نیکے ہو گئے زندہ نہ ہو بھی تو پاک انہی اہر  
محیط عشق کی ہر مروج طوفان خیز ایسی ہے  
تھار کے مجھ سے کیے آباد و دونوں گھر  
جو ہوتی خوب صورت تو نہ چھپتی قیس بلیلی  
ہر سائے سے بچتا ہر اک بزم میں اس کے  
سراغ ہر و الفت غیر کر دلیں نہ پائینگے

۱ کہ جس کی جان جاتی ہو اویس کے دلیں میں رہیں  
شر پتھر کے پھوٹا نکلی آب گل میں رہیں  
یہ گویا اس کا کئی دوسری منزل میں رہیں  
ہزاروں لطف ہر اک شکوہ طل میں رہیں  
۲ تپتے لڑتے ہم کو چہ قاتل میں رہیں  
بہت مان الیسی ہیں کہ وہ دل میں رہیں  
۳ کہ اب چھپ چھپا کر سیدہ بل میں رہیں  
۴ کہ یہ بیدار بیجا نیکی آب گل میں رہیں  
۵ وہ گن اب جو میں ساحل میں رہیں  
۶ میں ان کے دلیں میں رہوں وہ میر دل میں رہیں  
۷ اگر الیسی ہے ویسے پردہ محل میں رہیں  
۸ جہن کیو کہ ہم تنہا بھر محفل میں رہیں  
عبت وہ رات دن میں بھی حاصل میں رہیں

بتو کو محرم سہارا تو نے کیوں کیا یا رب	کہ یہ کافر سر اک غلوت سہرا دین شہین
فلک شہین ہو اگر دشمن تو کو جب ملی حجت	زیادہ راہ سے کہنے کے بھر منتر لیں شہین
تو آسانی کہاں تقدیر میں ہم مل گرفتوں کے	خدا پر خوب دشمن ہی کہیں کیسے شہین
سہ پہر سپر معانے کے پاس کیوں کر شیخ مصنف	جو شہین تو کمال صحبت کا لکھیں شہین
ہمیں شہوار صیغا عار تکو قتل کرنے سے	بڑی شکایت کہتے ہو بڑی شکایت شہین

کوئی نام و نشان پوچھے تو اس کا قصد بتا دینا	۱۱
تخلص داغ ہو وہ عاشق کے دین شہین	۱۲

یہ کیا کہا کہ داغ کو پہچانتے نہیں	وہ ایک ہی تو شخص ہے تم جانتے نہیں
بد عہد یوں کو آپ کی کیا جانتے نہیں	کل ان جاننے کے اسم ہم جانتے نہیں
وعدہ ابھی کیا تھا ابھی کہاں تھی تم	کہتے ہو پھر کہ ہم تجھے پہچانتے نہیں
چھوڑی حشر نہ کہ یہ منہدی لگی ہوئی	تم ہاتھ میری تو نہیں کہ جانتے نہیں
مرد وفا کا کہ نہیں آتا ہو اعتبار	جیتک آدمہ خوب طرح پہچانتے نہیں
سرباز و جان نثار محبت میں لیر	رستم بھی ہو تو کچھ اسے گراتے نہیں

اویکا ہی مدعا تھا مراد عائد تھا

تن چاہینگے جو سامنے آئے گا آئینہ

نکلا ہر جو زبان سے اوسکو بنا ہے

نبی یکتہ ہو چکو چڑھاتے تواسین

پر کیا کروں کہ وہ تو میری مانتے نہیں

دیکھیں کس طرح وہ بہون تانتے نہیں

ایسی وہ اپنے ولین کہی ٹھانتے نہیں

واسن عدو کے قتل پر کدانتے نہیں

کیا مراغ نے کہا تھا جو ایسے بگڑ گئے

عاشق کی بات کا تو برا مانتے نہیں

ایسے اندازِ حجب پاپا چھے نہیں

آج کچھ نہ سنتے شرابا چھے نہیں

ڈر کے بیٹے ہیں جوابا چھے نہیں

اوسکے جانب یہ خطابا چھے نہیں

وہ دم کے انقلابا چھے نہیں

ایسے معشوق انتخابا چھے نہیں

ایدل ایسے بیچ و تابا چھے نہیں

پر شے پر شے میں غمنا چھے نہیں

میکید میں ہو گئے چپ چاپ کیوں

جب سوال و حل پر کرتا ہوں ضد

والہ و شیدا کو تم غیبر کو

ای فلک کیا ہوز مانے کی بساط

صورت اچھی ہو تو سیرت ہی بری

تو بھی اوسکی زلف پہچان ہو گیا

اور سینے چکو سمجھاتے ہیں وہ	دھننگ یہ خاڑ خراب اپنے نہیں
کوئی بزم و عطا سے کتا گیا	ایسے جلے سے شراب اپنے نہیں
تو ہر کر لین تم سے دشمنوں سے	پھر اڑیں یہ تو اب اپنے نہیں

۵۰	اک بخومی و مرغ سے کتا ہوتا آج	۱۱
آپ کے دن سے جناب اپنے نہیں		

۱	کیا کہوں بھگو ہو پیڑ منو بگر نکھوں	۱	جس کو نہ کیا کیوں اور نہ کیا کیوں
سنگ ل کہنے سے تو آپ برائے گئے	یہ جو کہ سینہ پہ ہوا اس کی بھی	۲	سخت کل ہو کہ حال میں مضطر نکھوں
فائدہ کیا جو کہوں تیسے نصیب اپنی	سافے دواؤں دشمنوں کے یہ دفتر نکھوں	۳	وہ کہیں پہر کہیں اور سکو بگر نکھوں
مہرانی کسے شہنشاہ پر چاہی مزاج	گر یقین ہو تو کہوں گر نہ بواؤ نکھوں	۴	اور سکو بگر اہوا میں پناہ نکھوں
چھپر کر حال حد چھپرے چٹ جاون	کیا سقم ہو کہ سنگ کو سنگ		
بات کہنے کا مزا کیا جو غلط تم سمجھو			
میری شامت کہوں آں کا بگڑاؤ مزاج			
دل کی تاک یہی ہر حال میں ہو پاس			

غیر کا حال چھپاؤ نہ کوئی چھپتا ہی  
۲ اگر کسی دہرے میں آپکے نہ پرکھوں  
غیر کو اسطے دید اسے بھی ہر دا بھی  
کس طرح گھر کو ترے عرصہ محشر نکھوں

۵ ابکی کچھ منہ سے نکالا تو تمہیں جانو گے  
۹ دل غم پہر مجھ کو نہ کہنا جو برابر نکھوں

پھنسی ہوئی ہی یہ گردن بتو تار پند نہیں  
جو تکی خانہ خرابی سوا ب کہاں فرصت  
اویسی ہی ہوتی ہیں انداز بے نیازی کی  
اور اجو ایک خط شوق ہو گیا عفتا  
بھلکے خانے کہاں نل تمہاری نل فوائے  
خدا کا ذکر تو اوس بنگے سامنے کرتے  
نکال لیتے ہیں ورو کی اہم بھی دکھا بخار  
چڑھا دی تیز سے پسر میرا کاٹکے قاتل  
۷ مگر وہ ایک ہی کافر ہی خود پسند نہیں  
جو بیٹھ جاتے ہیں چار در دہند نہیں  
کہ یہ شہید بھی نامی ہو سر بلند نہیں

۵ ہوئی ہر و زخ مجتہدین تھو سی بدنامی

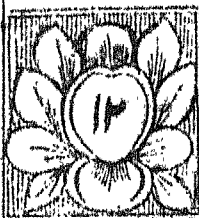
یہ منہ دکھانے کے قابل ہو رہی ہیں۔

راہ پر اونکو لگا لائے تو ہیں باتو نہیں  
یہ بھی تم جلتے ہو چند ملاقاتو نہیں  
خیر کس کی بلائیں جو نہیں ہیں ظالم  
ابر رحمت ہی برستا نظر آیا زاہد  
یار باغ و شمع نہ مگر مکیو کمانسے لادوں  
تمہیں انصاف سی اسی حضرت ناصح کہند  
وہ کر دست دعا ساتھ دعا کرتے جاتے  
کیا قیامت ہو ادیں امان بہر کی رحمت  
جلوہ یار سی جب بزم میں غش آیا کر  
ایسی تقریر تھی کہ کبھی شوخ و شریہ  
عہد جمشید میں تھا لطف می و ابرو ہوا  
مجھے انکار ہوا غیر سے استہار ہوا

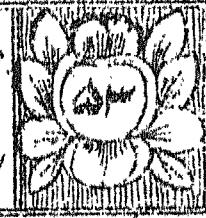
اور کھل جائیگے دو چار ملاقاتو نہیں  
آئیا یا ہر تمہیں پہنچنے کی باتو نہیں  
کہ مر قتل کو بھی جان نہیں ہاتھو نہیں  
خاک اوڑھتے کبھی دیکھی نہ خراباتو نہیں  
روشنی جسکی ہوا تان تان تھی باتو نہیں  
الطف دن باتو نہیں آتا ہر کران باتو نہیں  
ہامی پیدا ہوئی پاؤں مری ہاتھو نہیں  
ایک شب جسکو میسر ہو سورا تو نہیں  
تو رقیبوں نے سنبھالا ارجمہ باتو نہیں  
تیری آنکھوں کو بھی فتنہ نہیں تھی باتو نہیں  
کبت معشوق تھا اوست کی جراتو نہیں  
فیصلہ خوب کیا آپ نے دو باتو نہیں

کو نسا دشمن عشاق ہر ان سنا تو نہیں  
چلے یہ آپ تہ و دو چار ہی صلواتو نہیں  
جسکی شہرت تھی میر گزشتہ ان یاقوت نہیں  
ایک سرکارائی جاتی ہو سونا تو نہیں  
ایسے آپ ہم آتی ہیں تری گھا تو نہیں  
شام سے صبح ہوئی انکی مدار تو نہیں

ہفت فلاک ہیں لیکن نہیں کہتا یہ جاب  
اور سنیے ابھی رندوں سے جناب اعظا  
سینے دیکھا او نہیں لوگو نکو ترا دم بھرتے  
بچھے دیتا ہوا نہیں عشق متاع لہ جان  
دل کچھ آگاہ تو ہوشیدہ عیاری سے  
وصل کیسا وہ کس طرح بلیتے ہی شے



دہ گئے دن جو ہے یاد تو کی اسو داغ  
رات بھر بنو گذرتی ہی منا جا تو نہیں



مجھے دلائی چہرے حلال کرتے ہیں  
اسی شکوہ ہی سوال کرتے ہیں  
مریض غم کی نہیں کد بہال کرتے ہیں  
فلک سے کہتے ہیں پامال کرتے ہیں  
وہ دے دے تو ہے چاہا نکو لال کرتے ہیں

لگا پھیر کے عذروصال کرتے ہیں  
زبان قطع کر دو لگو کیوں جلاتے ہو  
نہ دیکھی نہیں نہ پوچھا مزاج بھی تنے  
مری مزار کو وہ ٹھوکر دے ٹھکرا کر  
پتو پہ بھی مری وح کا سپ جاتی ہو

او دھڑ کوئی نہیں جسے آپ ہیں ضرور	او دھڑ کوئی ہے ہم عرض حال کرتے ہیں
یہی ہو فکر کہ ہاتھ آئے تازہ طرزِ ستم	یہ کیا خیال ہو وہ کیا خیال کرتے ہیں
وہاں فریب و غامین کمی کمان تو بہ	ہزار چال کی وہ ایک چال کرتے ہیں
نہیں ہر موت سے کم اک جہان کا چکر	جنابِ خضر و زمیں ہتھال کرتے ہیں
چہری نکالی ہو مہرِ عدو کی خاطر سے	پرائے واسطے گردنِ حلال کرتے ہیں
یہاں یہ شوق وہ نادان عا بار یک	او نہیں جواب بتا کر سوال کرتے ہیں

ہزار کامِ مریک ہیں دلِ نغمِ الفت میں	۱۶
جو لوگ کچھ نہیں کرتے کمال کرتے ہیں	۱۷
ہوین تہنتی ہیں خنجرِ ہتھ میں ہی تنکے بیٹھے ہیں	۱۸
کسی سے آج بگڑی ہے کہ وہ یوں بنکے بیٹھے ہیں	۱۹
دلون پر سیکڑوں سکے ترے جوین کے بیٹھے ہیں	۲۰
کلیجوں پر ہزاروں تیرس چتون کے بیٹھے ہیں	۲۱
آہی کیوں نہیں اوٹھتی قیامتِ ماجرا کیا ہے	۲۲



ہمارے سامنے پہلو میں وہ دشمن کے بیٹھے ہیں

یہ گستاخی یہ چھیڑاچی نہیں ہوا سے دل نادان

ابھی پہر روٹھ جائینگے ابھی وہ من کے بیٹھے ہیں

اثر ہو جذب الفت میں تو کھنچ کر آ ہی جائیں گے

ہمیں پروا نہیں ہمسے اگر وہ تن کے بیٹھے ہیں

سبک ہو جائینگے گرجائینگے وہ بزم دشمن میں

کہ جب تک گھر میں بیٹھے ہیں وہ لاکھوں من کے بیٹھے ہیں

نسون ہے یاد عا ہے یا تم کھل نہیں سکتا

وہ کچھ پر ہفتے ہوئے آگے مرے مدفن کے بیٹھے ہیں

بہت رویا ہوں میں جبے یہ مینے خواب دیکھا ہے

کہ آپ آنسو بہائے سامنے دشمن کے بیٹھے ہیں

کھڑے ہوں زیر طوبے وہ نہ دم لینے کو دم بھر بھی

جو حسرت مند تیرے سایہ و امن کے بیٹھے ہیں

تلاش منزل مقصد کی گردش اوٹھ نہیں سکتی

اکر کو لے ہوئے رستے میں ہم رہن کے بیٹھے ہیں

یہ جوش گریہ تو دیکھو کہ جب فرقت میں رو یا ہوں

درو دیوار اک پل میں مرے مسکن کے بیٹھے ہیں

نگاہ شوخ و چشم شوق میں در پردہ چھپتی ہیں

کہ وہ چلن میں ہیں نزدیک ہم چلن کے بیٹھے ہیں

یہ اوٹھت بیٹھتا محفل میں اونکار رنگ لائیگا

قیامت بنے اوٹھینگے بھوکا بن کے بیٹھے ہیں

سیکی شامت آئیگی سیکی جان جانیگی

سیکی تاک میں وہ بام پر بن ٹھن کے بیٹھے ہیں

تسم دیکراو نہیں سے پوچھ لو تم رنگ ڈھنگ اوسکے

تمہاری ہزیم میں کچھ دست بھی دشمن کے بیٹھے ہیں

کوئی چھینٹا پڑے تو داغ کلکتے چلے جائیں

عظیم آباد میں ہم منتظر ساون کے بیٹھے ہیں

مگر حضرت دراع کب چاہتے ہیں

خدا چاہتا ہے تو جب چاہتے ہیں

یجاہو جواد سکی طلب چاہتے ہیں

یہ سامان آفت عجب چاہتے ہیں

غم و درد و رنج و تعب چاہتے ہیں

نہ سامان عیش و طرب چاہتے ہیں

یہی آجکل روز و شب چاہتے ہیں

نہ یہ جام ہنت العنب چاہتے ہیں

نہ کوئی خوشی کا سبب چاہتے ہیں

ستم چاہتے ہیں غصہ چاہتے ہیں

خوشی کو یہ مہرب چاہتے ہیں

یہ آزار بھی منتخب چاہتے ہیں

محبت میں آرام سب چاہتے ہیں

خطا کیا ہو انکی جو اس بت کو چاہا

وہی اونکا مطلوب و محبوب ٹھہرا

مگر عالم یاس میں تنگ آکر

اہل کی دعا ہر گھر می مانگتے ہیں

نہ تفریح و آسائش دل کی خواہش

قیامت سپا ہو نزول بلا ہو

نہ معشوق فرقا سے انکو مطلب

نہ نیست کی حسرت نہ حوروں کی پردا

نہ مالی تناسل ہے اہل کرم سے

نہ کوئی آگاہ راز نہان سے

خدا انکی چاہت سے محفوظ رکھے

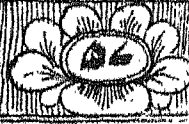
خسب ہجر سے واضح مجبور ہو کر

کبھی جو نچا ہا وہ اب چاہتے ہیں

خبر ہی کیا اونہیں کیونکر کہتے ہمارے دن  
یہ پیاری پیاری سچی انی یہ پیاری دن  
جو ہر طرح سے گزار کر تو کیا گزار دن  
چرخ مینے چلائے ہیں آج سارے دن  
جو میرے ساتھ شب وصل کو بکا کر دن  
تمام رات کہیں کہیں ہو سارے دن  
و کمار ہا ہر جگہ ہوئے سارے دن  
کہ زلف لیلے شب سطح سوار دن  
تورات کت سی ہوتا ہے ہار دن  
خوشی تو جب خدا خیر گزار دن

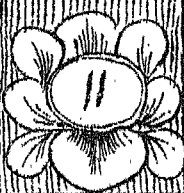
تمام رات وہ جاگین وہ سوئیں سارے دن  
خدا بچا قیامت کے ہیں تمہارے دن  
جگر گذرتی ہوا لگ گھڑی قیامت کی  
کیسے جاتے ہی گھر میں ہوئی وہ تاریکی  
وہ بد نصیب ن آئے نہ یہ قیامت تک  
تمہاری طرح بھی ہو گا نکوئی ہر جانی  
میری جگہ یہ ہیں غ فراق روز فراق  
شب فراق ہو کیونکر نصیب روز فراق  
لڑپن جو بغیر کی عشرت سے اپنے لیل نہا  
اڑھونے وعدہ کیا آج شب کے آنے کا

ہمیشہ نکو مبارک ہو واع روز نشاط

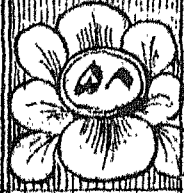


اپنی روٹھے ہوئے دلبر کو سالون تو کہوں  
 جو ہر دلیلین نہین بوانہ بنا لون تو کہوں  
 پہلے میں ہاتھ میں آج ٹھالون تو کہوں  
 اگہ لالون تو کہوں پاؤں دبا لون تو کہوں  
 سامنے خضر و سیا کو بٹھا لون تو کہوں  
 تیری نقو کو سینے سے لگا لون تو کہوں  
 ہنشین میں نہین باغ میں لگا لون تو کہوں  
 دلو تھامو تو کہوں انکو سیندا لون تو کہوں  
 حال دل کوئی گہری آنکھ لگا لون تو کہوں  
 پہلے دو چار گواہی کو بلا لون تو کہوں  
 ڈیر ٹھہرا چھوڑل مضطر کو بٹھا لون تو کہوں  
 گالیاں عشق محبت کو سالون تو کہوں

درد دل کا کوئی پہلو جو نکالون تو کہوں  
 زہر سے کم نہین اجاب کے طعنے جھکو  
 پوچھتے کیا ہو یہ کیسا ہو کتابی چہرا  
 جو مری میں ہو کہتے ہوئے جی ورتا ہر  
 مینے جو پانی ہر اوس تیغ ادا میں لذت  
 شب بھر انہیں جو کچھ اس کوئی یں یا میں  
 یک بیک سیکے مرا حال او کھڑ جائینگے  
 میں ہوں بیتا بے بدست فسانہ ہر دراز  
 رات بھر بچہ میں جاگا ہو نہیں آدا و شر  
 ہنکندہ ڈی غیر کے سنکر مجھے مکرالوگے  
 حال غم کے لیے اسکی بھی شہادت چھوڑو  
 جو گذرتی ہر مری دم پہ پہنچو جو مجھ سے

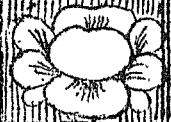


وانع پابند قفس مہر نہیں کچھ کر سکتا  
دہم صیاد سے میں چھوٹکے جالوں تو کوہوں



اگر یہاں نہیں گریباں نہ وہ امیج دامن میں  
مجھے ڈر ہے کہ دیکھو لگا لگائے چلمیں میں  
سمجھ لینا کہ دو مگر گینگے ایک مدفن میں  
اگر جو آنسو ٹپکتا ہے چہا لیتا ہو دامن میں  
اگر تجھ محبت ایک بھی ہو سار خرم میں  
بڑا بول اگر آیا ہم جو بولے تھے لطف میں  
ہمارا ہاتھ سینے پر تمہارا ہاتھ گزرتا ہے  
اگر کوئی نہ تو خانہ ویرانی ہو سکے میں  
بہلا کیونکر نہ سار خرم بیاں بیاں دشمن میں  
ہمارے تری محفل میں ہیں وہ گلشن میں

جو چکر نہ ہونہ صبر میں جو ٹکڑی ہو نہ گلشن میں  
قیامت کی بجلی ہی تمہارے روشن میں  
تمہارا واسطی میں غیر کو تنہا چھوڑ دنگا  
کیسے خوف سے جی کہو لکڑیا نہیں جاتا  
اگر یہ کوہوں ان خوف و خطر سے کانپ کر بجلی  
مسخر کر لیا آخر کو بنگالے کے جادو نے  
مرا جب پر اس انداز میں پیار کی باتیں  
کبھی ہم وحشیوں کی گہری بادی نہیں جاتی  
بنایا اپنے تعلیم و فکر اپنے مطلب کا  
نئے گل ہو رہی ہیں کیا نارا رنگ کلتی ہیں



غصہ و انارے یہ برسات یوں گذرے



کمان ہر شک گل جو لا جو لائیں جس کو سائیں

دل اور ہوا میں ہر جگہ اور ہوا میں  
 غمزہ ترسے انداز میں انداز ادا میں  
 رحم آئے ترسے لہجہ میں شرمیری عا میں  
 بلجائے مگر دست سب کو لغزش پا میں  
 سب کے کا نشان جس کے ہو نقش کف پا میں  
 زلفین میں گرفتار مری دل کی بدلا میں  
 بن گئے کوہ بیٹھے ہیں سحر اہل عزرا میں  
 جب ہول کے کہ کہا ہو قہر اچھا میں  
 کچھ رخ سب سے تو نہیں تیری دوا میں  
 ٹوٹی ہوئے ناخن گرہ بند قبا میں  
 دو پھول سبز گرس کے بنی ہیں کف پا میں  
 تم ڈوب نہا عرق شرم چہا میں

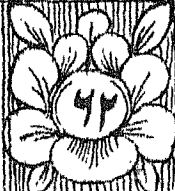
کچھ آنے لگا جیسے اٹا ہر سہا میں  
 تکیں تہی شوخی میں تو شوخی ہر حیا میں  
 دو باتوں کی فریاد ہو درگاہ خدایں  
 اغیار نہ روکین مجھ کو احباب تھا میں  
 ان نامہ براوس بت کی وہی آگہ زہی  
 آنکھیں تہی ہمار ہو میں شرم جفا سے  
 اللہ او نہیں تو نظر بد سے بچانا  
 کہیں چاہی کسی ہاتھ نے کیا دامن دلو  
 کیوں ور ہو اسی چارہ گر آزار ہمارا  
 تھا عقدہ کشا کون کہ موجود ہیں کیو  
 آنکھیں تہی تلو وں میں کسے پئے دل  
 دیتے ہو مجھ گریہ بے صرفہ کے طعن

فرما دیے فرقت میں بہت چاہنے والے  
 سنتے ہیں عشاق کی آہیں پسند آ  
 تو دوست ہر سطح نہ لیتیں تیری بلاتیں  
 کتب دل واپستہ ہوا بارزاک  
 اس نام سے چھٹا کوئی آسان ظالم  
 ہو بعد فنا بھی وہ بنا ہی کہ ہر نیک  
 کیا ہاتھ اوشاتی ہو نہ اوٹھیں گی قیامت  
 کہتے نہیں کچھ اور سنا کرتے ہو سبکی  
 افسوس گلا کاٹکے مر بھی نہ سکے ہم

کیسی ہو جو آجائے اثر سبکی دہا میں  
 پھر یہ بھی شکایت کہ گرمی ہو دہا میں  
 ہم کو دپڑا کرتے ہیں دشمن کی ہلا میں  
 ہاں ایک گرہ اور بٹھنی لف دہا میں  
 تو دہا میں ہر دل لف میں گزرف ہلا میں  
 تھوڑی سی زمین پر بہت سی دہا میں  
 بس جان کو تم فیصلہ ہر ایک دہا میں  
 تلو تو ہزار آنے لگا شرم دہا میں  
 مصروف ہے ہاتھ شب بھر دہا میں



تھے اوس بت ہوش کو بہت چاہنے والے  
 انگشت نما دل غم ہوا سارنی سبا میں



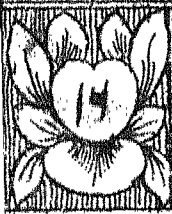
جانے والی چیز کا غم کیا کریں  
 ایسے اچھے کا وہ ماتم کیا کریں

دل گیا تم نے لیا ہم کیا کریں  
 مینے مر کر ہجر میں پائی شفا

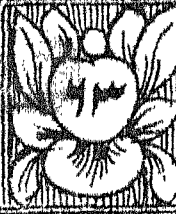


رفتہ رفتہ اس سے بھی کم کیا کریں  
وہ منہ نکلتا ہے وہ ہر دم کیا کریں  
ایسے نامحرم کو محرم کیا کریں  
دیکھیے وہ کیا کریں ہم کیا کریں  
اور بھی برہم کو برہم کیا کریں  
فیصلہ دونوں یہ باہم کیا کریں

ایک ساغر پر ہی اپنی زندگی  
کر چکے سب اپنی اپنی حکمتیں  
دل نے پسکھا شیوہ میگانگی  
سعر کہہ کر آج حسن و عشق کا  
تذخوہ کب سنے وہ وہ لکی بات  
آئینہ ہے اور وہ ہیں دیکھیے



کہتے ہیں اہل سفارش مجھے واضح  
تیری قسمت ہو بری اہم کیا کریں



وہ تو دم دیکے جان لیتے ہیں  
مول میرا مکان لیتے ہیں  
جاننے والے جان لیتے ہیں  
نامہ بر سے زبان لیتے ہیں  
ساتواں آسمان لیتے ہیں

صاف کب امتحان لیتے ہیں  
یوں ہے منظور خانہ ویرانی  
تم تغافل کرو ز قیون سے  
پھر نہ آنا اگر کوئی بھیجے  
اب بھی گریٹ کے ضعف سے نالہ

تیرے خنجر سے بھی تو اسی قاتل  
 اپنے بھل کا سر ہیرا نو پر  
 یہ سنا ہے مرے لیے ملو  
 یہ نکہہ ہم سے تیرے منہ میں خاک  
 کون جاتا ہوا اس گلی میں جسے  
 منزل شوق طے نہیں ہوتی  
 گر گزرتے ہیں ہو بری کہ بھلی  
 وہ ہمارے ہیں جب قیون سے  
 ضد ہر اک بات پر نہیں اچھی  
 مست ہو کے یہ کہو تو سہی  
 نوک کی نوجوان لیتے ہیں  
 کس محبت سے جان لیتے ہیں  
 اک مرے مہربان لیتے ہیں  
 اس میں تیری زبان لیتے ہیں  
 دوسرے پاسبان لیتے ہیں  
 ٹھیکیاں نا تو ان لیتے ہیں  
 دلیں جو کچھ وہ ٹھان لیتے ہیں  
 بیچ میں جھکوسان لیتے ہیں  
 دوست کی دستمان لیتے ہیں  
 آئیے امتحان لیتے ہیں

دلغ بھی ہر عجیب سحر بیان

بات جسکی وہ مان لیتے ہیں

روایت واو

دل او خواہ ظلم جو اسے کہینہ جو نہو  
 عاشق کے دل میں اور تری آرزو نہو  
 کشاکش ہوا ہون خار تمنائے ہر قدر  
 لے تو چلا جو ناصح نادان پیام وصل  
 امی و ر عشق خانہ دل گہ ترا سہی  
 اس فکر میں کچھ اون سے نہ ہم بات کر سکے  
 میں نگہ یکہ نہ کر و نگاہ یقین کہی  
 اکسری دستی سی ہوئی سب میں دشمنی  
 بختی ہی جائیں شرم حقو لیے لاکھ حرم  
 ہم بادہ نوش پاؤں کہیں ہشت بیت میں  
 چاک دل رقیب کی جب فکر کیجیے  
 کافر خدا کو کہ غلط ہو مرگمان  
 کیا شک ہے کہ طالب ہجران سلیے

کل عرصہ گاہ شرمین پیر لڑی تو نہو  
 اس باغ کا تو پھول ہو پیر و سہن ہو نہو  
 ڈرتا ہوں بایں سس بھی کہیں زو نہو  
 میں شرط باندہتا ہوں جو آب و نہو  
 آباد یہ مکان تو جب ہو کہ تو نہو  
 یہ گفتگو نہو کہیں ہ گنگو نہو  
 جہنک عدد کے خون کی فخر میں ہو نہو  
 گریہ نہو تو کوئی کسی کا عدد نہو  
 دنیا میں کیا کریں جو خلد و بد نہو  
 جہنک ہمارے سامنے جام سپو نہو  
 پہلے یہ دیکھیے لیجیے پھر لار نہو  
 جو میں سمجھ رہا ہوں ہا یکاش تو نہو  
 جو جھکو ہو رقیب کو وہ آرزو نہو

مجھ کو جابیشی کی دعوت ضرور ہی ایسی کہیں شہ آب حسین بونہو

مٹی کی مورت اس کو ای دماغ خوب  
 معشوق کیا جو شمع نہو خوش گلو نہو

مکمل نہیں کہ تیری محبت کی بونہو  
 کیا لطف انتظار جو توحید جو نہو  
 محشر میں اور اونسے مے و بد نہو  
 قاتل اگر نہ شوم ہو خنجر اگر نہ تیر  
 خلوت میں تجکو چین نہیں کس کا خوف  
 سرخی ہی تیغ پر نہ حنا تیری ہاتھ میں  
 وہ آدمی کہاں ہے وہ انسان کہاں  
 دل کو مسل مسل کے ذرا ہاتھ سوئیگیہ  
 زاہد مزا تو جب ہو عذابِ ثواب کا  
 معشوق ہجر اس سے زیادہ کوئی نہیں  
 کافر اگر ہزار برس دل میں تو نہو  
 کس کام کا وصال اگر آرزو نہو  
 کہنے کی بات ہے جو کوئی گفتگو نہو  
 رگ رگ میں بقیرار ہمارا ہونہو  
 اندیشہ کچھ نہو جو نظر چار سو نہو  
 قاتل کہیں سفید عدد کا ہونہو  
 جو دوست کا ہو دوست عدد کا ہونہو  
 حکم نہیں کہ خون تہنا کی بونہو  
 دوزخ میں بادہ کش نہو نہو نہو  
 کیا دلگی رہے جو تری آرزو نہو

ایسے کمان نصیب کروہ بیت ہو ہم کھلا  
دست دعا کو ملتی ہو تاثیر عرش سے  
غش آنجائے دیکھتے قاتل کو موج خون  
ہو لاگ کا مزا دل بے مدعا کے سٹھ  
یہ بوٹ کر کبھی نہ بنے گا کسی طرح  
ہم طور پر بھی جا میں کچھ گفتگو نہو  
جو ہاتھ سے ہوا نون سے وہ جستجو نہو  
نازک مزاج کا کہیں ہلکا ہو نہو  
تم کیا کرو سیکو اگر آرزو نہو  
زناہ شکست تو بہ شکست سبزو نہو

۱۹  
۶۶  
اوداغ آکے پہر گئے وہ ہلکویا کرین  
پوری جو ناہر ادر می آرزو نہو

۱ موت اوسد نکو جو تجھے ستم ایجا نہو  
۲ کیجیے قتل مگر منہ سے کچھ ارشاد نہو  
۳ آبرو دار کی مٹی کہیں بر باد نہو  
۴ وصل میں نہو ہجر میں ناشاد نہو  
۵ اوس سے فرمائیے جسکو وہ پٹری یاد نہو  
۶ زلف وہ دامن کہ جس اہم سے آرا نہو  
۷ بات کا زخم ہو تلوار کے زخموں سے سو  
۸ غیر کا خون بہا نامہری تربت پہ ضرور  
۹ ہاسو و دل ہ کلیہ بین کمانسے لاون  
۱۰ جو رکے بعد ہر اب حرف نسل کیسا

دیکھا اس شام غریبی مسافرین میں  
 ہی ہی حسن کی شہرت تو ہمارا دمہ  
 محو آرائش زینت ہی ہے آٹھ پہر  
 بدگمانی بھی محبت میں ہی ہوتی ہے  
 حشر تک اسکی بہاریں شینگلی زار  
 میری شامت کہ پڑا قصہ شیریں  
 آدمی وہ ہے جو چنوں کا اشارہ سمجھے  
 ہر مرد کی تباہی پہ تعجب کیا خوب  
 اوروہ دشنام سہی خلعت عورت نسہی  
 اوشکبہاں اس نگہ ناز کی چوٹیں کس سے  
 تم مکان مول نہ لو غیر کے ہمسایین  
 لاکھ گھاتیں ہیں کہیں لکے پھنسل کی

۵ جسکا گہرا رہو جسکو وطن یاد نہو  
 کہتے کہتے کوچے میں اک شہر جو آباد نہو  
 ۶ جھکو اللہ کرے فرصت بیدار نہو  
 وہ یقین ہو مجھے جس بات کی بنیاد نہو  
 کوچہ یار ہی یہ جنت شداد نہو  
 مجھے وہ کہتے ہیں صاحب تہمین فراد نہو  
 جھکو معلوم ہوا منہ سے کچھ ارشاد نہو  
 ۸ آپ بر باد کریں جسکو وہ بر باد نہو  
 ۹ جو عطا غیب رکھو ہو وہ مجھ اراد نہو  
 روبرو تیرے جو آئینہ فولا نہو  
 آج تک وہ نہوا ہی کہی آباد نہو  
 ہمیں صیاد ہوں اسکے چوہا ہیا نہو

کو ستے ہیں وہ آگہی کہ عادی تے ہیں

دماغ کو دیکھ کے کہتے ہیں یہ ناشاد ہو

دوسرا کوئی تو اپنا ساد کہا دو مجھ کو  
گالیاں تنکو سکھا دیں یہ مساد و مجھ کو  
مال ایسا یہ نہیں لاؤا و تھاد و مجھ کو  
عطر مٹی کا دم مرگ سنگھا دو مجھ کو  
گر لگا فی ہی پو نہیں لگ لگا دو مجھ کو  
میں بہلا کوٹن میرا تو پتا دو مجھ کو  
جب ہ آئے تو اویس وقت جگا دو مجھ کو  
پہر یہ تقصیر ہو مجھے تو سزا دو مجھ کو  
جوئے منہ بھی جو کہوں پاں لگا دو مجھ کو  
کیا کہوں حشر کے دن تو بتا دو مجھ کو  
تنہ دیکھا ہو کسی میں تو بتا دو مجھ کو  
دو گھڑی کے لیے دیوا نہ بنا دو مجھ کو

تکو چاہا تو خطا کیا ہے بتا دو مجھ کو  
کون ہوتا ہو کر طسی بات کا سہنے والا  
دل مرا ہاتھ میں لیتے ہی الگ پھیکا یا  
باغ فردوس میں بھی بو وطن یاد رہے  
غیر کو دست حنائی نہ دکھاؤ دیکھو  
تکو تو حشر کو دن لاکھ میں پہچان لیا  
وہ جو سوئے بھی شب عہد یکسر سوئے  
اب خدا چاہے تو میں تنکو نچا ہوں بزرگ  
زہر ہی نہیں دیتے مری قسمت دیکھو  
ولیں شکوہ غم پو چنے والا ایسا  
جگا ملتا ہی نہیں ہر محبت کا نشان  
پہم دل سے میں کہہ جاؤنگا حالت دل کی

بیمروت دل بیتاب سے ہو جاتا ہوں شیوہ خاص رقم اپنا ہی سکھا دو مجھ کو

تم بھی رضی ہو تمہاری بھی خوشی ہو کہ نہیں جیسے تھی دل غم یہ کتنا ہے مٹا دو مجھ کو

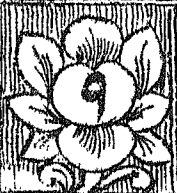
کیوں میری آہ سردا و نہیں ناگوار ہو  
یوں میری ساتھ دفن دل بقیہ راز ہو  
وہیے پیشتر یہ دعا مانگ لیجیے  
ہم آدمی ہیں کام کے اسی شمع شمعیت  
دون اپنے دل کو رنج نہ شرط وفا نہیں  
تکو تو شوخیو اپنے نہیں چین ات دن  
تیری غضب سے رتبہ قیامت کو کونسا  
اسودگان خاک سے قاتل کو لاگ ہر  
اتر اسے ہیں چشم کو وہ تیری لطف پر  
ایسے کو تو خدا کی قسم چوٹ نہ ہو کفر  
یہ وہ ہوا نہیں جو کلجے کے پار ہو  
چوٹا سا اک ہزار کے اندر ہزار ہو  
یارب مری قسم کا او سے اعتبار ہو  
دیکھو ہمارے کام جہان اختیار ہو  
اس اگر پہرون تمہیں کیا اعتبار ہو  
میں جانتا ہوں میری لیے بقیہ راز ہو  
یہ لاکھ بار ہو وہ اگر ایک بار ہو  
اسی سونے والو جاگا وٹھو ہوشیار ہو  
ایسا غضب اسی صبر پروردگار ہو  
تجسما حسین معی اور نہ دل بقیہ راز ہو



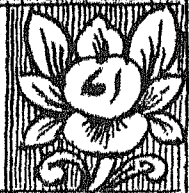
<p>ایسا نور قیب کا درپردہ یار ہو تصویر یار بھی نہ کہیں شرمسار ہو اسی رنگ عشق مر نہ گیا ہو شیار ہو</p>	<p>نام کی گفتگوں ہوئیں بدگمانیاں کرتا ہوا اس شے شکوہ فرقت یہی لحاظ جسکی جوا نگہ مجھ کی شبانی یہ ندا</p>
<p>لا اکھنچ ہو نہ وہی پر ہیز گار ہو   ۷</p>	<p>۷۹   داغ پار ساری کی شہر ہو اندون</p>
<p>وہ دن میں یہ مزاج ہزارا کو خیر ہو تم ہو تمہارا اگر ہو نہ ہم ہوں غیر ہو بتخانہ میں ہو کعبہ تو کعبہ میں یہ ہو جب اسکی بات کا کوئی سہو نہ ہو کچھ ہو نہ وہ بلا سے مرے لگی خیر ہو وہ بیاہ نہ ہو اور سکو تمہیں جس سے ہو</p>	<p>کل تک تو آشنا تھے مگر آج غیر ہو سر جہا میں دنوں قہر و غضب تو سیر ہو چاہا میں اگر وہ کافر و دیندار میں سلوک کیوں دعویٰ رقیب سرا پا نہو غلط کیسا وصال کسکی تسلی کہاں کا لطف یہ تھے تیرے لو یہ خاک دل تانے نام کی</p>
<p>بن ٹھنکے آؤ وہ تو قیامت کی سیر ہو   ۱۰</p>	<p>۱۰   دلی میں چھوٹا لونکا میا سیر داغ</p>
<p>کوئی دم اور بھی آپس میں نہ ہو زو یا نہو نہ دو مجھے چین سے یہ ہو نہو</p>	<p>اسنے اپنی نظر سے جدا ہوئے رو کلم گاہی میں اشارہ ہوا اشار میں حیا</p>

ہاتھ باندھے ہوئے اغیار کو ساتھ آؤ گے  
 ہم بھی دیکھیں تو کہاں تک توجہ ہوگی  
 آنکھ ملتوتھی کہوں خاک حقیقت دلی  
 تم دل آزار بنے رشک مسیحا کیسے  
 سیری آنکھوں پہ مگر منہ پہ نہ تم کو ہاتھ  
 کیا نہ آئینہ گال سے خوف مر قتل کے بعد  
 لطف سمجھو تو قیدیوں سے بڑا دو مجھ کو

ہم کہا دینگے مزار و زجر ہونے دو  
 کوئی دن تذکرہ اہل وفا ہے نہ دو  
 دیکھ کر جلوہ مے ہوش بیا ہونے دو  
 کم نہونے دو مراد و سوا ہونے دو  
 حرف مطلب کسی صورت سے آوا ہونے دو  
 دست قاتل کو ذرا دست دعا ہونے دو  
 شیر کیو تو کوئی فتنہ نہ پیا ہونے دو



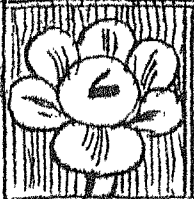
جب سداغ کوئی دم میں فنا ہوتا ہے  
 اوس شکر نے اشا سے سے کہا ہونے دو



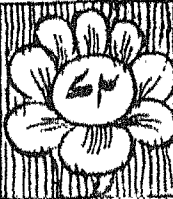
ہو غضب سے مجھ کو کہا کی قسم ایک دو  
 پائالو کی تری اہ میں گہنی کیا ہے  
 چرخ سا اور تخی کون ہی دینے والا  
 ہاتھ کیوں کھینچ لیا ایک ہی سا غریب

پہر تغافل سے ہزار وچن ستم ایک دو  
 بیکڑوں آگے سیر قدم ایک دو  
 جھکو دس میں دیے داغ الم ایک دو  
 دو تو دو سو جو نہ دواوس تو ایک دو

وہ اشاروں ہی سے اقرار کریں دن کا	ایسے ہوئے نہیں سمجھینگے جو ہم ایک دو
منے کعبے میں بھی لاکھوں کی صورت لکھی	کرتے ہیں ہا صنف ہا صنف ایک دو
میری تقدیر بکثرت مجھے دلو ایسی	دل تھمارا جو کیسا لے غم ایک دو
مچو دو دل سون عطار و زائل کہتا تھا	ریخ کمانیکو اوٹھانیکو ستم ایک دو



واعلیٰ تھی کیس وقت میں یا جنت تھی  
سیکڑوں گہر تھے وہاں شکرم ایک دو



کتنے ہیں جسکو حورہ انسان نہیں تو ہو	جاتی ہو جیسے جان میری ان نہیں تو ہو
مطلب کی کریم ہے پڑنا وانا نہیں تو ہیں	مطلب کی بوجھ ہو ناوان نہیں تو ہو
آتا ہو بعد ظلم تمہیں کو تو رحم بھی	اپنی کیے سے ملیں پشیمان نہیں تو ہو
پچھتاگے بہت مرے دلو او جاڑ کر	اس گہر میں رو کوں رہا ان تمہیں تو ہو
اک وز رنگ لائیگی یہ مہربانیاں	ہم جانتے ہیں جان کو خواہاں تمہیں تو ہو
دل ارد و لفریب دل آزار و دستان	لاکھوں ہم کہیں گے کہ ان ہاں تمہیں تو ہو



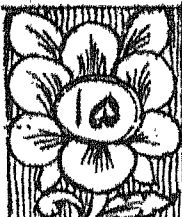
کرتے ہو وراغ دور سے تھانیکو سلام



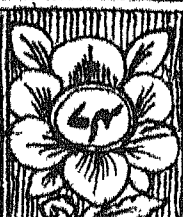
اپنی طرح کے ایک مسلمان تمہیں تو ہو

نکلی فلک کب کسی مائل کی آرزو  
حسرت ہو او سکو نکلی نہ بسمل کی آرزو  
خود و نسے کیا غرض تھی عبث بگائے  
یوں آہ نارسا کو تماشے عرش ہو  
یہ تا امید ریختہ مشتاق رقص ہو  
آئینہ دیکھ کر تمہیں مشتاق کیا ہوئے  
ہر قیس کا تو شوق زمانے پر آشکار  
وینا سرا سرتنگ ہو محشر ہو جاں تنگ  
دل ہر طرف رہا نگران بحر عشق میں  
او چچی پڑی ہو تیغ کہ قاتل ہو زائین  
پہچان تو فقیر کی صورت سوال ہو  
یوسف نے دیکھ کر تری تصویر یہ کہا

پھرا و سپہ آرزو بھی ہر دل کی آرزو  
پوری کیسے خدا مر سو قاتل کی آرزو  
جنتین لیکنی ترمی محفل کی آرزو  
جیسے کسی غریب کو منزل کی آرزو  
بسمل کی یاس کیسے قاتل کی آرزو  
تمہے سوا ہو مدد متا بل کی آرزو  
کیا جانے کوئی صنّاع محل کی آرزو  
عاشق کہاں کجاں سکول کی آرزو  
اس بے کور گہنی ساحل کی آرزو  
بسمل کو ساتھ جانیگی بسمل کی آرزو  
تم جان لو یہ ہو مر و سائل کی آرزو  
کیون ہو نہ ایسی شے کل و شمائل کی آرزو



رتبہ کمال عشق کا حاصل نہیں ہوا  
اب دماغ کو ہی مرشد کامل کی آرزو



رویت یا سہ شمعانی



نہیں ہوتے ہوتے سحر ہو گئی  
تمہاری نظر کو نظر ہو گئی  
جو تسکین پھر دو پھر ہو گئی  
ادھر ہو گئی یا ادھر ہو گئی  
یہ جرات تجھے نامہ بر ہو گئی  
تمہیں کیا ہاری بس ہو گئی  
ذرا آنکھ جھپکی سحر ہو گئی  
تمہیں مجھ سے الفت اگر ہو گئی  
کہ یہ تو پرانی نظر ہو گئی  
سب ادب و نفع دگر ہو گئی

شب وصل ضد میں بسر ہو گئی  
نگہ غیر پر بے اثر ہو گئی  
کسک دل میں پہ چارہ گر ہو گئی  
لگاتے ہیں دل و سب اب حاجت  
جواب و نکی جانب سے دینے لگا  
بے حال سے یا بھلے حال سے  
میسر بہمن خواب راحت کمان  
جفا پروفا تو کروں سورج لوٹ  
تکاؤ ستم میں کچھ ایسا ہو  
تسلی مجھے دیکے جاتے تو ہو

کس جن سے بھی ہو کاہدگی  
شب وصل ایسی کھلی چاندنی  
کئی زندگی بھر کی سب واردا  
کہو کیا کر دے گے وصل کی

نہونے کے مت ابل کر ہو گئی  
وہ گھبرا کے بولے سحر ہو گئی  
مری روح بیتا سبر ہو گئی  
جو مشہور ہوئی خبر ہو گئی

غم بھر سے داغ محب کو نجات  
یقین تھا نہو گی مگر ہو گئی

اوس سے کیا خاک بھنشین بنتی  
وہ بنی ابتداء الفت میں  
آدمی سب فرشتے بن جاتے  
میری صورت بنی تو خاک بنی  
وعدہ کرتے ہی کیا وہ آ جاتے  
کاش سنتا نہ کوئی شور و فغان  
تو نے ایسے بگاڑ ڈالے ہیں

بات بگڑی ہوئی نہیں بنتی  
دم پر جو وقت واپسین بنتی  
آسمان پر اگر زمین بنتی  
قسمت اسی صوت آفرین بنتی  
رات بہر زلف عنبرین بنتی  
دل کی جا چشم سر گین بنتی  
ایک کی ایک سے نہیں بنتی

نہ چمکتی جو حسن کی تقدیر

کیون تری چاند سی جبین بنتی

پارہ حبیب سے مری اسی کاش

دست وحشت کی آستین بنتی

بزم دنیا تھی متا بل جنت

خوب بنتی اگر یہ بین بنتی

طبع نازک کا لطف جب تھا داغ

نازنینوں میں نازنین بنتی

ملا تہوا دیکھو خاک میں جو دل سے ملتا

میر جان چاہئے والا بڑی شکل سے ملتا

کھینچے عید کی شاہی کھینچے ہرقتل میں

کوئی قاتل سے ملتا ہو کوئی دل سے ملتا

پیش دہ بھی لیلی ہاتھ کھلتی ہر گاہ و بھر

غبارِ ناتواں قیس جب محل سے ملتا

بہری تھیں مین ہلاکوں ہنر راوی جمع خوبی

ملاقاتی ترا گویا بہری محفل سے ملتا

محو آتا ہو کیا کیا رشک قشع اس بھی

گلا جسدِ لپیکر خنجر قاتل سے ملتا

بظاہر ادا بیت جن حضرت ناصح ملتا ہوں

مرید خاص سے ہر شہنشاہ سے ملتا

شمال گنج قارون اہل حاجت نہیں چھتا

جو ہوتا ہو سخی خود دھو کھیل سے ملتا

جواب اس نامکا و سب شوق کیا دیکھنے کوئی

چو لپیکر گویا کھینچے تو کس دل سے ملتا

چھپا کر سکوئی جیتی ہو اپری دلی بیتابی  
کہ ہزار نفس اپنا رگ سبیل سے ملتا ہے  
عدم کی جو حقیقت ہو وہ پوچھو پوچھو اس سے  
اسافر کو تو منزل کا پتا منزل سے ملتا ہے

غضب سے دماغ کو دے تمہارا دل نہیں ملتا  
تمہارا چاند سا چہرہ میرے کامل سے ملتا ہے

تے بدلے ہم سے گن گن کے لیے  
پکڑ نرالا ہے جوانی کا بساؤ  
چاہنے والوں سے گر مطلب نہیں  
فیصلہ ہو آج میرا آپکا  
مے مے بیدار ہو میری بے مغان  
دل کے لینے کو ضمانت چاہیے  
میکسٹو اب آئے شاید فصل گل  
ہم نشینوں سے مرے کہتے ہیں وہ  
ہیں رخ نازک پہ گنتی کے نشان  
ہم نے کیا چاہا تھا اس دن کے لیے  
شوخیان زیور ہیں اس سن کے لیے  
آپ پھر یہ اٹھ گئے گن کے لیے  
یہ اوٹھا رہا ہوں کس دن کے لیے  
چاہیے اک پاک باطن کے لیے  
اور اطمینان ضامن کے لیے  
بلیوں نے چونچ میں تن کے لیے  
چوڑ دین غیر و نکو کیا انکے لیے  
کسے بوسے تیرے گن گن کے لیے



وہ نہیں سنتے ہماری کیا کریں  
مانگتے ہیں ہم دعا بیکارے

آج کل میں فراغ ہو سکے کامیاب  
کیون مرے جاتے ہو وودن کے لیے

آئے بھی تو وہ منہ کو پھیلائی مرے آگے  
دل میں لگایا ہر کدے کیسے کیا ہو  
بجٹے ہوئے دیکھو نگاہ میں جلی جلی کو  
کیا دم کا بہرہ دے ہی پہ آئے کہ نہ آئے  
بکہہ تذکرہ رنجش معشوق جو آیا  
مانگی ہو دعا وصل کی کچھ اور نہ سمجھو  
تو یہی کہتے تھے کہ یہ نام ہی میرا  
دیکھتے تو کوئی قاصد جانا نکی دلیری  
پچھڑی ہو معشوق بلین سب کو آہی  
مشرین بھی ہو خواہش خلوت مجھ دل سے

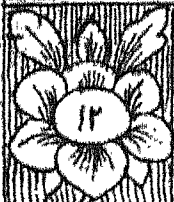
اس طرح آئے کہ نہ آئے مرے آگے  
شب بیکارے ہیں اپنی پرانے مرے آگے  
کوئی نہ کہی شمع بجھائے مرے آگے  
جانا ہو جو قاصد کو تو جاتے مرے آگے  
دشمن کی بھی آنکھیں آئے مرے آگے  
کو ساہو اگر مینے تو آئے مرے آگے  
لکھ کر کئی حرف اپنی وٹائے مرے آگے  
واپس کر خط لاکے بھلائے مرے آگے  
تنہا کوئی جنت میں بنائے مرے آگے  
کتا ہوں کیا میرا نہ آئے مرے آگے

پھر داغ کا مذکور ہوا تو وہ بولے  
آئے تھے بُرا حال بنائے مرے آگے

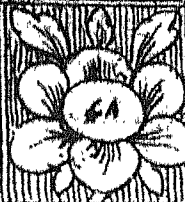
یہی کج بخت کہا دیتی ہے صورت اچھی  
ایک مٹی ہے ہزار وینیں طبیعت اچھی  
یہ بُرا شخص ہے اسکی نہیں بھیت اچھی  
نہ محبت سی اچھی نہ عداوت اچھی  
اس محل پر تو زبانیں تیری لکنت اچھی  
موت اچھی ہے آلہی کہ قیامت اچھی  
ہر گھر پر دھین نظر آتی ہے صورت اچھی  
مسکرا کر یہ کہا اوسنے نہایت اچھی  
جسکا انجام ہوا چھوڑا وہ مصیبت اچھی  
بیچ ڈالو اسے بلجائیگی قیمت اچھی  
ہو گئی انکو برا کہنے کی عادت اچھی

سب تم پہ ہوتے مری قسمت اچھی  
حسن شوق سے بھی حسن سخن ہو کیا ب  
میری تصویر بھی ٹیکھی تو کہا شرم اگر  
ہر طرح دکھا ضرر جان کا نقصان کیا  
کس صفائی سے کیا وصل کا تونے بھار  
ہجرین کسکو بلاؤں نہ بلاؤں کسکو  
دیکھنے والوں سے انداز کہین چھپتے ہیں  
میری شامت کہ کہانی اور دشمن کی شبیہ  
جو ہوا آغاز میں بہتر وہ خوشی ہی بدتر  
ہو سنا ز فروشی تو خریدار بہت  
عیب بھی اپنی بیان کرنے لگے آخر کا

تم بتاؤ تو سہی جہر و محبت کے گواہ  
ایسے عزیز ہیں قہر و جہر ہی شہادت اچھی



زور و زری بھی کہیں غم حسین ملتیں

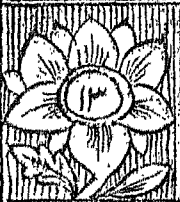


اپنے نزدیک تو ہر سب سے اطاعت اچھی

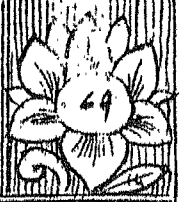
ایسے روٹھ رہے ہیں کہ منائے کوئی  
دل دکھانے کا اگر ہو تو دکھائے کوئی  
سامنے سے مری بچھا ہوا چلے کوئی  
ایکلی طرح سے مہمان بلائے کوئی  
کہے احسان نہ احسان چاہے کوئی  
آپ اپنے خوشی سے نہ سہائے کوئی  
بات وہ ہر جوتے دلی بتائے کوئی  
خون دل نہ نہیں ہو کہ نکھائے کوئی  
ہر بانی سے بلا کر جو پلائے کوئی  
وقتِ خصلت بھی اگر ہاتھ ملائے کوئی

یہ جو ہر حکم سے پاس نہ آئے کوئی  
یہ نہ پوچھو کہ غم پھر میں کیسی گزری  
تاک میں ہر نگہ شوق خدا خیر کرے  
ہو چکا عیش کا چلے تو مجھے خط پہنچا  
ترک پیدا کی تم داد پنا ہو مجھے  
یوں شبِ وصل ہو بالیدگی عیش و نشاط  
حالِ افلاکِ زمین کا جو بتایا ہو تو کیا  
وردِ الفتِ کمری لیتے ہیں قسمت الے  
کہا وہی داخلِ عورت میں ہر کراہی و عجز  
وعدہ وصل سے جانکے خوش ہو جاؤں

سردھری سے رمانیک ہوا ہر دل سرد | کہ مگر اس چیز کو کیا لگائے کوئی



آپنے داغ کو منہ بھی نہ لگایا افسوس



اسکو کہتا تھا کیجیے سے لگائے کوئی

ایک مین ہوں پاؤں کی ذات ہے  
چال ہے فقرہ ہو دم ہی گھٹا ہے  
واہ کیا نیت ہو کیا اوقات ہے  
یہ اوسے کافر کی منہ کی بات ہے  
عیش و عشرت کی یہی اک بات ہے  
پہر خفاہن کیا فرے کی بات ہے  
تازہ فرمایش نئی سوغات ہے  
رات کا دن و دن کی رات ہے  
کیا وہاں برسات ہی بہات ہے  
بولے بسم اللہ اچھی بات ہے

ہجرت کی یہ رات کیسی رات ہے  
آپکی ہر بات میں یہ بات ہے  
حور کی خواہش یہ طعنے ملے  
تو نے قاصد جو کئی دلی لگی  
پہر خدا جانے کمان تم ہم کمان  
شکوہ کے بدلے کیا شکر ستم  
اونکا قاصد لیچلا ہر دل مرا  
شکوہ جاگین بزم میں ہ دنگو سون  
کیون پھسل پڑتے ہیں ملک حسن میں  
جب کہا اپنے کہ لو مہر تا ہوں میں

ضعف سے اٹھتے نہیں رشتہ  
اب ہمارے شرم اس کے ہاتھ  
کتنے ہیں دشنام دیکر لینے دل  
مفت کیوں دیتے ہو کچھ خیرات

دماغ سے جا کر ملے تھے ہم بھی آج  
آدمی خوش وضع خوش اوقات  
۸

لٹاش اونکو ہی میرے راز دان کی  
یہ گرمی ہو فقط ضبط فغان کی  
نہیں کچھ ہرزہ گو دیوانہ عشق  
کہ مٹی دی ہو اسے آستان کی  
شہ غم آئے خواب مرگ کیونکر  
یہاں دیکھی ہیں آنکھیں پاسبان کی  
تمہیں سناؤں کیونکر اسکی باتیں  
مرد دل میں ہو کیفیت بیان کی  
دہزن کہ ہو مزا تیرے دہن کا  
زبان کو چاٹ ہو تیری زبان کی

وہ سکر دماغ کے اشعار بولے  
خدا جانے یہ بولی ہو کہاں کی  
۹

وہ نیم وعدہ کر کے فراموش ہو گئے  
 تلچٹ بھی آج حشر نامہ نوصاف کی  
 کافی ہر سیر قتل سہرا تانا و تیس لجاظ  
 احباب کو جنازہ اوٹھانا بھی باریتا  
 بلکہ اضراج او کتا تو محفل بگڑ گئی  
 ماتم ہر طفل شک یا دل کا سوگ ہی  
 ان ہاں ٹھہر ٹھہر کر اوٹھا خستے تو نقا  
 سیری برائیاں تو نکرتا ہوا مدعی

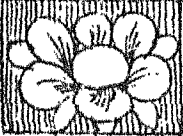
امید دار ہوش سے بیہوش ہو گئے  
 مرنو ہوش کیا ہوئے کہ بلا نوش ہو گئے  
 دو چار دن کیواسطے روپوش ہو گئے  
 ہم خاک میں ملے وہ سبکدوش ہو گئے  
 سامان عیش اوٹھ کر مری ہوش ہو گئے  
 کیوں مروان دیدہ سپہ پوش ہو گئے  
 پیدا طبیعتو نہیں بہت جوش ہو گئے  
 کیا غور ہی کہ ہم ہمہ تن گوش ہو گئے

اگر داغ سبے مانہ ماضی کو ذوق شوق  
 اکبار دل سے محو و فراموش ہو گئے

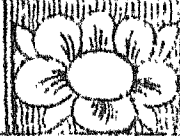
پہرے راہ سے وہ یہاں آتے آتے  
 مجھ یاد کرنے سے یہ مدعا تھا  
 نجانا کہ دنیا سے جاتا ہی کوئی

اجل مر رہی تو کہاں آتے آتے  
 نکلائے دم ہچکیاں آتے آتے  
 بہت دیر کی مرہاں آتے آتے

یونہیں لب پہ آہ و فغان آتے آتے	کلیجے مے منہ کو آئینا اک دن
انہیں آئینگی شوخیان آتے آتے	ابھی سن ہی کیا ہی جو بیکیان پون
مکان بھر گیا یہاں آتے آتے	چلے آتے ہیں ملین ارمان لاکھوں
وہاں جاتے جاتے یہاں آتے آتے	نتیجہ نہ نکلا تمکے سب پیامی
ایک جان اک جوان آتے آتے	تمہارا ہی مشتاق ویدار ہو گا
مے منہ میں تیری زبان آتے آتے	یقین ہی کہ ہو جا سکا آخر کو سچی
وہی رہ گئی دھریاں آتے آتے	سنائی کے قابل جو تھی بات اونکو
مری راہ پر آسمان آتے آتے	ترسی آنکھ پر تے ہی کیسا پہاڑی
چمن اور گیا آندھیاں آتے آتے	مے آشیانگی تو تھے چار تنکے
نہ آتے نہ آتے یہاں آتے آتے	کسی نے کچھ اونکو اب بھارا تو ہوتا
مگر رہ گئی ہمت ان آتے آتے	قیامت بھی آتی تھی ہمراہ اسکے
بہار آتے آتے خزان آتے آتے	بنا ہی ہمیشہ یہ دل بلغ و صہرا



نہیں کھیل اے دل غبار و نسے کدو



کراتی ہوا روز بان آتے آتے

ملکئی پیچودی شوق سے راحت کیسی  
کیا کہوں اوسنے اوٹھائی ہوا دیت کیسی  
عشق نرودی ہن عاین دم حاکمی  
عکس بھی آئینہ میں چار گھڑی بعد آیا  
بندہ چاہے جو خدائی کوئی مل سکتی ہو  
جو ریشوق کی پرش ہی نہیں مین  
جو رے بخت نہیں ہاں یہ بتا از ناہ  
دوست یزنگ جو اکجا کہی مل ٹھہریں  
خواہن بھی جو برا اوسنے کما سب نے سنا  
آہی جو کر کرین ابی پوچھیں مجھے  
ابو دو چار ہی نا لونکار ہا تھا جھگڑا  
اسکو مینے جو کلیجے سے لگا رکھا ہے

ہو گئی دونوں جہان سے مجھ فرصت کیسی  
منوہا کی رہی رات کو حالت کیسی  
مجھ سے بل ملک و گھر وئی ہو حسرت کیسی  
بڑھ گئی حد سے سوا ادنیٰ نزاکت کیسی  
لوگ قسمت کو لیے پرتے ہیں قسمت کیسی  
اپنے بندے سے خدا کو ہے محبت کیسی  
لاکھ دلا کہتے ہوا ایک صورت کیسی  
لطف کے ساتھ گزر جاتی ہو صحت کیسی  
جلد ہوتی ہو ربی بات کی شہرت کیسی  
یہ تو فرمایا ہے آج طبیعت کیسی  
ہار دی حضرت دل اپنے ہمت کیسی  
در دنیے پانی مری سینہ میں احس کیسی



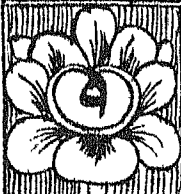
تھے تھے کہ کھل جائے ذرا جان حنین	میں تو خست نہوا اپنی خست کسی
تھے کہاں راکو آئینہ تو لیکر دیکھو	اور موتی ہر خطاوار کی صفت کسی
نگہ یار کو میں بسین جگہ دون لیکن	چور ہو جب کوئی مہمان تو عزت کسی
چہرہ ہر وقت کی اچھی نہیں یہ یاد رہے	کبھی کسی ہر کبھی اپنی طبیعت کسی
شعر ترنگے تو وہ لخت جگر اپنا ہے	اپنی اولاد سے ہوتی ہو محبت کسی
دل کو سچا اپنے بھلائی کے پھسلانے	بعد مر جانیکے بچائیگی فرصت کسی
دھکیان تیرے مومت جذبہ دل کی ہے داغ	بندہ پرور یہ نسبت میں حکومت کسی

نظر آتا ہر پروردگار کوئی شوق و شہیر	گدگداتی ہو پراس داغ طبیعت کسی
-------------------------------------	-------------------------------

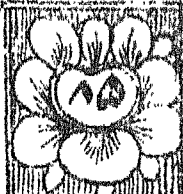
ہر دلیں نے در سے ہر یاد کیسی	ملتی نہیں فریاد سے فریاد کیسی
آرام طلب میں کرم عام کے طالب	یون مفت میں لٹتی نہیں یہ یاد کیسی
دل بھلائے ہوئی ہر تہی سب گبر و مل	کیا یاد ہو کیا یاد ہو کیا یاد کیسی
اس حسن جہان سوزی ہر یاد کیسی	ایسے میں کر کیا کوئی لہذا کیسی

بدھتی ہر محبت کی اسیر ہیں اسیری  
 ایمان تو جب لائیں ہم اوشان کری  
 نکلی تو سہی جان مگر سہل نہ نکلی  
 جب دیکھتی ہو نالہ بلبلیں میں اثر کچھ  
 اگر کرا کر موت بھی مانگوں تم کہیں نہ  
 کیا عیش بھلائی گایہ آزار کی کلیف  
 ہر الفت دشمن میں برا حال کیس کا

پوری نہیں ہوتی کہہی میعاد کیسی  
 مٹھائے اگر لذت پیدا کیسی  
 اٹکی نہیں رہتی مسے جلا د کیسی  
 اوسکو بھی ادچک لیتی ہو فریاد کیسی  
 جاگیر نہیں ہے عدم آباد کیسی  
 جنت میں بھی یاد آئیگی بیدا کیسی  
 بحضرت دل کیجئے امداد کیسی



کہنت وہی وائے نہو دیکھو تو کوئی  
 بیچہن کیے دیتی ہے فریاد کیسی



دودھی جائیگا جسکی آئی ہے  
 گر کون تو ابھی لڑائی ہے  
 بات میں بات کی صفائی ہے  
 ایک کہوئی ہو ایک پائی ہے

اوسکے در تک کسے رسائی ہے  
 بات اک دلیں میرے آئی ہے  
 قتل کرتی ہو گفت گوانکی  
 دوسری جان ہو تری الفت

بھرو یارِ حشمِ مین نکلاؤں	یہ دعا گو کی مٹ نہ بھرائی ہے
سچ ہو بے عیب ہو خدا کی ذات	تجھ میں کیا جانے کیا برائی سر ہے
اے لبِ یارِ تج کو میری قسم	کبھی بھی قسم بھی کھائی ہے
اوسکے دستک پہنچ گیا قاصد	آگے تقدیر کی رسائی ہے

۸۶	و اے اب وصل کا وصال ہوا	۱۰
یارِ زندہ غمِ جدائی ہے		

وہ بت دلیں جہان ہوا چاہتا ہے	نیا دین و ایمان ہوا چاہتا ہے
لبِ یارِ خندان ہوا چاہتا ہے	کوئی عہد و پیمان ہوا چاہتا ہے
ترِ اسیرِ مہن میری باتوں سے نصیحت	مرا ہی گریبان ہوا چاہتا ہے
ترِ دوستی میں یہ تھوڑی خوشی ہے	کہ دشمنِ پشیمان ہوا چاہتا ہے
شب وصلِ آخر ہوئی جلد جاؤ	یہاں اور سامان ہوا چاہتا ہے
کہے دیتی ہو سہ گرائی چاری	اجل کا کچھ احسان ہوا چاہتا ہے
ہنگامہ تغافل نے تلو اور کھینچی	یہاں خونِ ارمان ہوا چاہتا ہے

تھکا کر پٹانے لگی جھگو گردش  
اسی واسطے ہاتھ اپنا ہر دل پر

بیابان بھی نرندان ہوا چاہتا  
کوئی اسکا خواہان ہوا چاہتا

کیا دل غم کو اسنے جوٹا ہی وعدہ  
ترا کام آسان ہوا چاہتا ہے

بکہ اور دل کی نہیں اس شخص نصیب ہے  
کیا خوب راز دار ملا ہی نصیب ہے  
بہر دعا مرگ و ٹھہیں کس طرح سے ہاتھ  
میں بدگمانوں کا بھی ممنون ہو گیا  
شوخی میں تمکنت ہے تو ہی باز میں نیاز  
اپنا ہی عکس کیوں نہواں سردی حجاب  
اختتامی راز عشق کی عادت بھی ہو رہی  
ایسی غم فراق میں صورت بگڑ گئی  
دیوانگی میں بھی نگین اپنی شوخیان

ہم حالت میں کھیلے ہو تم رقیب ہے  
کھل کھیلے پر دیرو میں تم تو رقیب ہے  
چھٹی نہیں ہر نبض ہمارے طیب ہے  
وہ حال چھ لیتے ہیں میر طیب ہے  
تعلیم تھے پائی ہوا چھ ادیب ہے  
دیکھانہ آئے کبھی اسنے قریب ہے  
ہم نے ہمیشہ حال چھیا یا طیب ہے  
جہک جہک کے کہتے ہیں وہ مجھ کو قریب ہے  
گلشن میں پھول انگتے ہیں چند طیب ہے

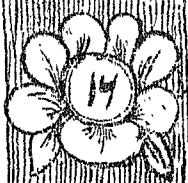
وشن بنائے ہیں مری قسمت نے سیکرین  
 اسی ناصر شفیق ہے کچھ تو چہرہ چھاڑ  
 جو دیکھتا ہوا دیکھو مجھ دیکھتا نہیں  
 مانند برق مثل ہوا صورت نگاہ  
 کتنا ہوتے دم بھی تجویب شفا ہونی  
 ہمس کو جلا جلا کے جہنم میں جا گیا  
 کلمتہ میں ہو شیخ غالیس کے ~~کلمتہ~~

۸۸ پوچھو جناب ان کی ہستہ راتیں  
 کیا سر جھکا کر شہید ہیں حضرت غریب **۱۹**

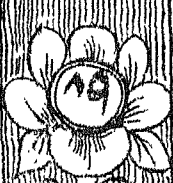
در و بکر ولین آنا کوئی تم سے سیکھ جا  
 ہر سخن پر روٹھ جانا کوئی تم سے سیکھ جا  
 و صلی شب چشم خواب لودہ کو ملے اوٹھ  
 کوئی سیکھے خاکساری کی دوش ہم سکین  
 آؤ جاتو تو دیکھو میں ہزاروں خوشنم  
 جان شوق ہو جانا کوئی تم سے سیکھ جا  
 روٹھ کر پہر مسکرا نا کوئی تم سے سیکھ جا  
 سوتے فتنے کو جگنا کوئی تم سے سیکھ جا  
 خاک میں دکھلا نا کوئی تم سے سیکھ جا  
 ولین آنا لے جانا کوئی تم سے سیکھ جا

ویکہ آئینہ اترائے کہ ہم بھی کوئی بہن  
 اک نگاہ لطف پر لا کوئی جانیں ملکین  
 جان مارا اوسے تہا جہان پایا جسے  
 فیلسوفی اسی تو تھو زمانہ کیا سکھا  
 جانتے ہو بات ہر غماز کی آیت حدیث  
 کیا سکھا سیکاز مانے کو فلک طرز جفا  
 ہو تغافل میں بھی نزدیک نظر سزا کہ  
 ہرگز سے تو بہ کر لی جب جوانی ہو چکی  
 وہ کیا وعدہ کر میں فرط خوشی سحر و دیا  
 عجز کو اپنا بنا لیتے ہیں ہم تو وقت پر

اپنی نظر و بین سمانا کوئی تم سے یکہ جا  
 عمر کا اپنی بڑھانا کوئی تم سے یکہ جا  
 سیکسی میں کام آنا کوئی تم سے یکہ جا  
 بلکہ ہو کیسا ہی انا کوئی تم سے یکہ جا  
 جو شہ پر ایان لانا کوئی تم سے یکہ جا  
 اب تمہارا اپنی مانا کوئی تم سے یکہ جا  
 چور کو رستہ بتانا کوئی تم سے یکہ جا  
 زاہد و جنت میں جانا کوئی تم سے یکہ جا  
 ایسے ہستی کو دلانا کوئی تم سے یکہ جا  
 دوست کو دشمن بنانا کوئی تم سے یکہ جا



مہو مجھ دہونہیں کہ دین و دنیا کی خبر  
 واسع ایسا دل لگانا کوئی تم سے یکہ جا

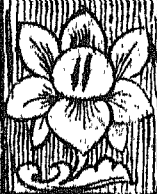


ویکہ تو شہر حسن میں چرچا ہی اور ہے  
 اوسکی ہو اہی اور وہ دنیا ہی اور ہے

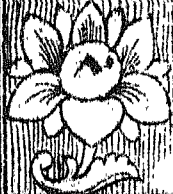
مجبور دلا کے آپٹنسی سے تڑپ گئے - خود لوٹنے لگے یہ تماشہ ہی اور ہے  
 جی چاہتا ہے جسکو وہ یارب نصیب ہو - کیسا بہشت عجاوبنما ہی اور ہے  
 اوس بیوفا کی ہاتھ رہا دل کا فیصلہ - نامنصفو نے طرہ ہو یہ جھگڑا ہی اور ہے  
 نو دیکھتے ہی غیر کو چتون بدل گئی - آنکھوں کو دیکھتے تو اشارہ ہی اور ہے  
 اے تو کیا کہ بچہ وہ کوئی دم میں جائینگے - کم حقد رہا ہر غم اتنا ہی اور ہے  
 کہتے ہیں خواب میں شب عہد ہم آتھے - یہ مکر یہ فریب یہ دھوکھا ہی اور ہے  
 دیکھتے جو تیری قد کو قیامت تو یہ کہے - سچ و جھج ہی اور یہ سراپا ہی اور ہے  
 تم آئینہ ہی دیکھ کے حیران رہ گئے - والہ میری دلہن کی ایسا ہی اور ہے  
 جب اہل حشر سے نلی میری واردات - سب نے کہا سنو تو یہ جھگڑا ہی اور ہے  
 حور و نکی آرزو میں کشتین کسان - اللہ رکھے اوسکی تمنا ہی اور ہے  
 پھوٹیں یہ کان اگر قہم سی کی ہو ہوس - مرنے ہیں جیسے ہم ذہ سی ہی اور ہے  
 قاتل کو زیر قبر بھی بنے ہے دعا - سر جا کے بھی بجا یہ سودا ہی اور ہے  
 کرتا ہوں صبر دنگی ہفتا زکستے ہیں - پیل ہی اور یہ کلیجا ہی اور ہے

کیسا نیا زکسی وفا کسی عاشقی

تم جانتے نہیں مجھ دعا ہی اور ہے



جمیر بچے کے جائینگے اس دماغ ہم ہمار



ایکی برس سفر کا ارادہ ہی اور ہے

ٹھک جائے یہ حسرت وہ نہیں ہے

بد لجاے یہ قسمت وہ نہیں ہے

وہی تم ہو طبیعت وہ نہیں ہے

وہی صلت ہو سیرت وہ نہیں ہے

پکارا دیکھ کر میں جو رکی شکل

خداوند ایہ صورت وہ نہیں ہے

تمہارا دل تو دیکھوں ہاتھ رکھ کر

وہی ہے یا محبت وہ نہیں ہے

کے پیٹے ہیں اہم دھوکھانا کھانا

ہماری اب طبیعت وہ نہیں ہے

دکھائے بت برہمن شیخ خورین

پلٹ جا کے یہ نیت وہ نہیں ہے

ترا دل کیا تھے گھر میں بھی مجھ کو

ٹھہرنے کے یہ وحشت وہ نہیں ہے

مے مرقد پہ بولے ہاتھ ملکر

اوس کی ہر یہ تربت وہ نہیں ہے

یہاں قیدی ہیں تھو دنیا میں آزاد

ہمیں جنت میں ات وہ نہیں ہے

جو تم سمجھ ہو دل میں چارہ سازو

علاج درد فرقت وہ نہیں ہے



گئی مغل کی رونق و انار کے ساتھ

وہ ہی دم تھا غنیمت وہ نہیں ہے

برسی گڑھی تھی دل بتلا کے آئینکی  
کہ پرکھی نہیں یہ ات جا کے آئینکی  
تمہاری عمری ناز و او اس کے آئینکی  
کہ دیکھی چال تھی سکر کے آئینکی  
کہ اور راہ کہلی ہر بلا کے آئینکی  
تمہیں انیب ہر رنگ حنا کے آئینکی  
کہ غادت آچو ہر دن چٹھا کے آئینکی  
یہی تو وہ ہے خلق خدا کے آئینکی  
خوشی بھی اور خوشی رہا کے آئینکی  
جی ہوئی ہر بیت بیوفا کے آئینکی  
ہوئی نہ روک دل بتلا کے آئینکی

ملا دین مان رہا ہوں تمنا کے آئینکی  
شب صال نہ ٹھہری حیا کے آئینکی  
تمہاری دن پن قیامت اوٹھا پرنیکے  
دم اخیر مجھے اسکی کیا خوشی کم ہو  
شگاف چرخ سوا آہ کیا ہوا حاصل  
لگائے بیٹھو ہر مندی جٹ شب و  
کرینگے صبح قیامت بھی نہ تظار بہت  
وہیری قبر پر آتے ہیں خوب بن ٹھنکر  
جواب مل سو کیونکر نہ غنیمت شادی مرگ  
وہ سادہ مل جوں کہ تا وقت اسپین مجھ  
مرا خیال تو آنے دیا نہ تھے مگر

شبِ فراقِ ہجومِ بلا سے کیا مرتا	کہ راہِ بند ہوئی تھی قضا کے آئین کی
میری بلا ہے فتنہ بینات بہرِ ناشاد	مجھے تو عیدِ ہر روز جزا کے آئین کی
بنا ہوں میں نفسِ اسپینِ نقابت سے	نہ اے جان کی طاقتِ جا کے آئین کی
رہی ہو منزلِ مقصود کا تھوڑی دور	خبر نہ تھی مجھے سیلِ فنا کے آئین کی

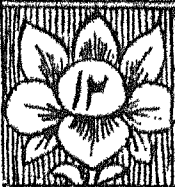


ابھی تو کھیل میں آواغِ شوخیان لگی  
پھر آرزو میں کر کے حیا کے آئین کی

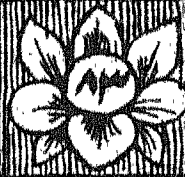


دنیا میں کوئی لطفِ کری باجفا کرے	جب میں نہیں بلا سہری کچھ ہوا کرے
اس جو رہِ وفا نکرے یا وفا کرے	میری جگہ نصیب کے تو ہو ٹوکیا کرے
آتمِ ہی او کو ہوشِ قیامتِ بیاہوئی	مانگین بھٹین کیوں دین میں کر دین کرے
کیوں آگستہ شاردہ کہنا بھی یاد دے	تجسسِ دغا کرے تو خدا سے دغا کرے
لذت کو عشق کے غمِ جاوید چاہیے	تھوڑی سی زندگی ہو کما تک دغا کرے
گو وعدہ دروغ کی بھی عہد ہو گئی	امید ہی نہیں جو کوئی التجا کرے
ہر روز جزا کہیں نہ سوالِ جواب میں	کچھ گفتگو نہاے تمہارے ہوا کرے

<p>جیسے اخیر وقت میں کوئی نہ کارے          پہر کچھ دفا کرے تو یہی ہوفا کرے          دل کا غلام ہو جو تحمل ذرا کرے          جب سر پہ آپڑے تو کو کوئی کیا کرے          تیری خوشی ہی کام کوئی کچھ کیا کرے          ایجاں تنج یا رہی پھیل نہ کرے          لبے کری جو شکوہ تو دلیے عا کرے</p>	<p>اس التجا کے ساتھ کہا ہے حال ل          دل کب طرح سے جان نیا نیکی عشق میں          بیتاب زیر تیغ نہو وقت امتحان          منظور کسکو ہو جو اوٹھا کر بلائے عشق          تجھ کو پسند آگئی دیوانگی مری          دل غل غل میں یک ٹر خوشگوار ہو          معشوق بے نیاز ہو عاشق کو چارے</p>
--	--

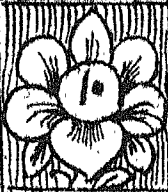


اس عشق میں کسی کا اجارا نہیں ہے، دماغ  
 پروردگار جس کو یہ دولت عطا کرے

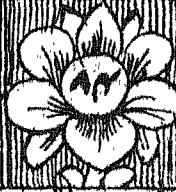


<p>ناصر عاقل پُرانا گر بارانِ بیدہ ہے          فتنہ روز قیامت فتنہ خواہید ہے          چارہ گر کی آنکھ میں سیرا تہ کاہیدہ ہے          آپ کی کیا بات جو بات، سنجیدہ ہے</p>	<p>سیر و سفر پر جو رویا آدمی فہمیدہ ہے          جانتے ہیں جاگنے والے فراق یا کے          میں بھی تو دیکھوں نکلتا ہی تیر کا سطح          کیوں کہ میں تیر کو کیوں گویں کیا کہوں</p>
--	---

تو نہ رکھا ہر قیبت شوق و دل پہ ہاتھ	آج کیوں پھیکا ترا دستِ خمالیدہ
تیر جب بیٹھائے لبین ترازو ہو گیا	اس سے یہ ظاہر ہوا قاتل بہت سنجیدہ
مین ان بات کو کا قاتل ہوں مخط کا جواب	جس قدر ہو مختصر ہو چیدہ بچیدہ
خاک میں اسے ملایا مجھ کو یا مینے اسے	آج میں ہوں اور میرا دل تفسیدہ
زہر کما کر ملگئے ہیں خاک میں عاشق بہت	او گھلیاں ہیں نیک تو یا سب زہر سیدہ
خوب آتا ہر لگا لیت نگاہ یار کو	ایک سے ان ہیں نئی تو دوسرے گردیدہ
اوس شکر نے مے پیغام بر سے یہ کہا	مہر نہیں جاتا اگر آرزو ہے بخیلہ



بہر نظارہ چلا ہر کو پہ قاتل میں دراع  
کس بلا کا ہر کلیجہ کس غضب کا دیدہ



پیامی کامیاب آئے نہ آئے	خدا جانے جواب آئے نہ آئے
تیر غمزدن کو اپنے کام سے کام	کیسے دل کو تاب آئے نہ آئے
اس سے شرمائینگے ذکرِ عدو پر	یہ قسمت تیر حجاب آئے نہ آئے
تم آؤ جب سوار تو سن ناز	قیامت ہم کاب آئے نہ آئے

شمار اپنی خطاؤں کا بتا دوں	تو میں شاید حساب آئے نہ آئے
نئے مخمض سے مجھ کو ذبح کیجے	پھر ایسی آبت تاب آئے نہ آئے
شب وصل عدد تیری بلا سے	کسی مضطر کو خواب آئے نہ آئے
پیون گا آج ساقی سیر ہو کر	میسر پر شراب آئے نہ آئے
یہ جا کر پوچھ آ تو اونسے دربان	کہ وہ خانہ خراب آئے نہ آئے

۱۸	نہ دیکھو داغ کا دیوان دیکھو	۱۵
	بہر میں یہ کتاب آئے نہ آئے	

بعد مردن بھی خیال رخ قاتل ہو رہی	جس سے ہم آنکھ چراپے تھے مقابل ہو رہی
عشق کا کوئی نتیجہ نہیں جز درد و الم	لاکھ تدبیر کیا کیجیے حاصل ہو رہی
چار دن پہلے جو تندرین تھا اب نہیں	ہم ہی تم ہو وہی شوق بی ل ہو رہی
خضر سے پوچھے کوئی عمر ایسی کی تکلیف	زندگی نام ہو جس میں جز کائنات ہو رہی
مر گئے خضر و جمشید سے میکش لاکھوں	روشن ساغوراء ایش محفل ہو رہی
مانگے جانینگے عاہوگی نہ کینک مقبول	بے لیے جو کبھی ملتا ہوا سائل ہو رہی

رشک اغیار نے کیا دہم میں ڈالا مجھ کو  
 طیش دل پر شمشیر نہ دیکھو دیکھو  
 دیکھ کر جمع اغیار یہ اونٹے پوچھا  
 کام دنیا میں نکلتا نہیں آسانی سے  
 شور و حشاک ہر محسوس اسی کا  
 باری اتنا تو مراد ہیساں او نہیں رہتا ہی  
 بڑھ گیا سیروں کو اونکو جو آتے دیکھا  
 نام پاتے ہیں محبت میں جو مٹجاتی ہیں  
 انتظار نفس باز پسین ہو ہر دم  
 حسرتوں کی ہر تباہی سوتا ہی نہیں  
 کیا بتو کی ہی نہ حور و عین ادائیں ہو گئی

وہ ہیں پہلو میں پاندیشہ باطل ہو رہی  
 جس قاتل بھی تو پک جائیے لہڑی  
 ہم جہاں رہتے تھے ذرات یہ محفل ہڑی  
 جسکو ہم سہل سمجھتے تھے کنگل ہڑی  
 قیس گرد لکھ سمجھتا کہ محل ہو رہی  
 سب کہتے ہیں مگر جو بکریاں ہڑی  
 خود نہ پہچان سکتے ہیں کہ محل ہو رہی  
 جسکے ہونیکا گمان بھی نہ گول ہو رہی  
 سر منزل ہوں مگر دور منزل ہو رہی  
 جسکے قافلے لٹتے ہیں منزل ہو رہی  
 آدمی کر لیے جنت میں شمع کل ہو رہی

جو کے دل غریب ست وہ لکھ لودل پر

اس خرابات میں اک مرشد کامل ہو رہی

میری فریاد و سرائے سنے  
 راز اپنا کہی کہا نہ کے  
 خوب روہ جسے زمانہ کہے  
 غیر بھی گر کہ مری تعریف  
 کیوں سنے وہ شکایت بیداد  
 اسیلے ہی پیا میر کی تلاش  
 سکے دشنام پی گئے ناصح  
 پہلے گالی وہاں ہی پیچھے بات  
 دوستی کیا اسکو کہتے ہیں  
 دیدہ و دل میں اسیلے ہی فرق  
 کیوں نہ بتا وہ صورت تصویر  
 ہوش اوڑھتے ہیں دیکھ کر اونکو  
 سن سکے تیرے منہ سے کیا انکار

تم سنو اے بتو ای خدا نہ سنے  
 حال میرا کہی سنا نہ سنے  
 گفت گو وہ جسے زمانہ سنے  
 تو بھی ہرگز وہ بیوفانہ سنے  
 صفت خجرا دانہ سنے  
 مجھے میرا وہ مدعا نہ سنے  
 کان وہ سہے چونا روا نہ سنے  
 اب سنے ادسکو کوئی یا نہ سنے  
 آشنا کی جو آشنا نہ سنے  
 ایک کا ایک باجرا نہ سنے  
 مدعا حق کہ مدعا نہ سنے  
 ایسے دیکھے پر سی لفت نہ سنے  
 لن ترانی کی جو صدا نہ سنے

مجرمین جو دعائیں مانگیں ہیں

کوئی اللہ کے سوا نہ ہے

و اسخ کو چین ہی نہیں آتا

اوس سے جب تک پڑا بھلا نہ سنے

وقت کی شب یہ کام لیا دے دے

تفریح کی برہنہ ہواؤں کے دماغ

کہا ہے کہ ہر ایک کو اپنے دوستوں کے لئے دعا ہے

اللہ ری غرور و نزاکت مزاج کی

توبہ تو کر چکا ہوں مگر اب مجھ شوق ہے

شہر گسہ مارو میرا وسکا مقام و تو

اگر بعد مرگ وسعت داری نصیب

فریاد و قہار یک جہنم پرست

وہی ہے جو کہ آج کے دنوں میں

پیشہ سبکی بی بی ای کو پڑھائی ہو

و موند ما اجل کوایه سحر اس چرخ

مگشت کہ کے آئے ہیں دشمن کے باغ

سجہ ہی حیرانگہ ہوتا ہے۔ روشن چرخ

اینی بھی لفت سوچو کہ تمہیں کس ماسخ

خالی صراحی و تخم و جامہ و ایلخ

سر حاکم اودیه بنزیدیه ملتان سرخ

کنج ایچیکه که نهو کنج فسرار

ولما انكره استمر به واما ان يراخ

کہو نہ کھو گے اور یہ ہے تبارک و تعالیٰ

یہ سب چیزیں اس کے پاس تھیں



<p>گھبرا کر نہ پائے وہ آتے ہیں باغ خورشید و ماہ و اختر و شمع و چراغ آوارہ میں ہوا ہوں کیسے سراغ ہر دم نئی اور نئی ہوا کے دماغ</p>	<p>فریاد غلیب کو سمجھے مری فغان دل بچھ گیا ہوا و سکی تجلی کے سامنے ہر شان میں نشان ہی ہر رنگ میں ظہور ہر وقت تازہ فقرہ ہوا کی زبان پر</p>
<p>دنیا میں ایسے لوگ مصیبت زدہ کمان روئے ہم آج خوب گلے گلے و مانع سے</p>	<p>آرزو میری کہ گلے دم تمہارا کہ سامنے حشر کو دن بھی ہو شرح غم تمہارا کہ سامنے آہ لب پر آئے تھم تھم کر کہ تم کہیں نجاؤ رویر و میری پٹیا یا جسطرح سے غیر کو بے میری روئیں گانا ساز ماند دیکھنا آئی ہو کیا میری مشت آئی ہو کیا میری تھو قتل کروا لو زمین یا جرم الفت بخشو</p>
<p>تم ہمارے سامنے ہو غم تمہارا کہ سامنے خفت اگر سامنے ہوں اہم تمہارا کہ سامنے دور و دل میں ہو مگر کم کم تمہارا کہ سامنے ہو یونہی اک فتنہ عالم تمہارا کہ سامنے وصوم سے ہو گا مرا ماتم تمہارا کہ سامنے میں کروں ظہار درد غم تمہارا کہ سامنے لو کٹری میں ہاتھ باندھی ہم تمہارا کہ سامنے</p>	<p>آرزو میری کہ گلے دم تمہارا کہ سامنے حشر کو دن بھی ہو شرح غم تمہارا کہ سامنے آہ لب پر آئے تھم تھم کر کہ تم کہیں نجاؤ رویر و میری پٹیا یا جسطرح سے غیر کو بے میری روئیں گانا ساز ماند دیکھنا آئی ہو کیا میری مشت آئی ہو کیا میری تھو قتل کروا لو زمین یا جرم الفت بخشو</p>

وا غلطو تھو نہو زندان جنت کا نقین	خود کین اگر حضرت آدم ہمارا سا
اک تمہاری چپ میں سونے کا بازو دیکھی ہو تو	وہم بخود ہی عیب سے ہر دم ہمارا سا
ایت مباکی دین بھی یاد چھوٹ چھوٹے	اگیا جب کوئی نامحرم ہمارا سا
حال دلیں کچھ نہو تاثیر حکیم نہیں	کوئی اتنا ہو کہ ہر دم ہمارا سا

۱۶	نجاوا میں سر کی قسم بنگ ہی ہو اضطراب	۱۷
وا غ مضر کا جو تھا عالم ہمارا سا		

پھر کین چھپتی ہو جب ظاہر محبت ہو چکی	ہم بھی سو ہو چکی اونکی بھی شہرت ہو چکی
دیکھ کر آئینہ آپی آپ وہ کہنے لگے	شکل یہ یونکی یہ تو روئی صورت ہو چکی
غیر کرانگے تو کی ہوگی برائی کستفد	میرے منہ پر بار بار میری شکایت ہو چکی
مر گئے ہم گئے اس ظلم کی کچھ حد بھی ہے	بیوفائی ہو چکی اسے بیمروت ہو چکی
کیا ہمارا جرم ٹھہرا کیا سنا غدر گناہ	دوست ہست ایک ہی دن میں قیامت ہو چکی
کیوں ہو غمگین تہا کچھ مرنے کے قریب	اؤ ملجاؤ گلے بس اب ندامت ہو چکی
کثرت ناز وادانی صبر کی فرصت ملی	دوسری برپا ہوئی حیات قیامت ہو چکی

دو مصیبت پہر نہ آئے جو مصیبت چکی	بج بھی اک طرح کا ہو تو کچھ نہ لگی
جھک پڑو غیر و نہ جب محسوس غایت چکی	کیا مڑا ہوا دنگو اپنی شوخی تقریر کا
جب دنیا میں ہوئی حقیقی یقین چکی	اہم بدلجائینگے کیا قسمت بدلجائیگی
خستہ کسانکی تیاب طاقت چکی	تیرے جلو سے نہ بچائے گلیجا تہام کر
دل یا دنگو مگر جب حجت چکی	عہد سے ضد سے قسم سے قول سے تکرار سے
جانتا ہوا کہ ایسوں کو نصیب چکی	ہمسے دیوانوں سے کتر کر چلے ناصح کیوں
کیا نہ گواہ صل جب سلامت چکی	ایہ دل مشتاق کافی ہو سہارا اس قدر
اہم گئے اس وقت جب صحت چکی	اوسکی محفل میں سبائی بھی ہوئی تو کیا ہوا

اس میں میں شکر کے کا مڑا پاؤ گے و داغ	۹۰
اب تو جو ہو فی تھی اسو حضرت سلامت چکی	۲۰

سو بلاؤں سے پہر زمان صال اچھا	گودل آزار ہو اچھو کا خیال اچھا
ایک کا حال برا ایک کا حال اچھا	یہ تری چشم فسونگر میں کمال اچھا
یہ خدا کی قسم انداز سوال اچھا	ہلک کر دنگو وہ فرطے میں مال اچھا

روسیا ہی خط عارض کی مٹی پرین

فکر ہو اور محشر نہ تو جہ سے سنے

مول کی لیت پین خوش درج شہل میں ہم

تنگ بہت ہو اگر دولت کو میں ملے

پہان لی ہم نے جہان گذران کی گزری

عوضِ نقل و گزیر کا سکو چاہا لیتا ہوں

وہ عیادت کو مری آتے ہیں لواور سنو

طارق قبلہ نما کو ہے حیات جاوید

آنکھ صیاد کی لاکھو نین پڑیگی اسپر

مرضِ عشق کی صحت اٹھائے الزام

آگئی غیر کی مطلب میں کہا نسے خوبی

اور تو کیا تری تصویر بھی تجسویہ کہے

بد دعا لگ گئی کیا تیری مریض غم کی

کیا قیامت ہو کہ کافر کا مال اچھا

غیر کے نامہ اعمال میں جال اچھا

کثرتِ عیش میں تھوڑا سا ملال اچھا

جو نہ پورا ہو کسی سودہ سوال اچھا

ساری بازار میں کت تو بھی مال اچھا

سودھا سودھا یہ جامِ نال اچھا

آج ہی خوبی تقدیرِ حال اچھا

زندگانی کا مزہ ایسے پرو بال اچھا

آشیاں جس پہ مراد ہو وہ نہال اچھا

ہم مری جان میں سرورِ حال اچھا

وہ مری دل میں ہو خوش حال اچھا

واقعی مجھے ترا حسنِ جمال اچھا

چارہ گر مریں بیمار کا حال اچھا

گر یہ شب ہے جو تاشیر کی امید بندھی	ہنس کے تقدیر پکاری کہ خیال اچھا
آپ کی جسمیں مرضی وہ مصیبت بہتر	آپ کی جسمیں خوشی ہو وہ ملال اچھا
جو نگاہوں میں ادا ہو وہ جواب دہی	جو اشار و غیری ہو وہ سوال اچھا

۹۱	واعظم اور پڑھو شعر ابھی چپ نہ ہو	۲۲
۲۱	کہ یہاں مجمع ارباب کمال اچھا	۱۲

غیر کے نام سے پیغام وصال اچھا	چوٹیر کا جسمیں ہو وہ سوال اچھا
کہی کہتا ہوں محبت کا مال اچھا	کہی کہتا ہوں حب وصال اچھا
یہ بھی کہتے ہو کہ بچین کیا کہنے تھے	یہ بھی کہتے ہو مرا حسن و جمال اچھا
دل تو ہم دینگے مگر پیشتر اتنا کہ۔ و	ہجر اچھا ہے تمہارا کہ وصال اچھا
یہ تو بہتر ہے کہ دنیا میں ہو عقی کا خیال	کچھ تو عقیعہ میں بھی نیا کا مال اچھا
یہی دولت کا مزا ہو کہ اوٹیں گلچم سے	ہاتھ آتے ہی جو اوٹ جاوے مال اچھا
صلح دشمن ہو بھی کر لینگے تری خاطر	بسط حصے ہو غرض سے ملال اچھا
اک کان میں بھی کہ آئیں ہم اپنا دل	دوسرے کو بتاؤ میں وہ مال اچھا

کیا وہ غارت گردینِ شتر سوار وڑ جائیگا  
 روزِ بدی نہیں تا عمرِ محبت میں نجات  
 اپنی تعریف پھر طے ہو اگر جانے دو  
 لوگ کتنی ہیں بہلائی کا زمانہ نہ رہا  
 رقمِ شوق کی تاثیر سے اوڑنا بہتر  
 ایسے بیمار کی فسوس دوا ہو کیونکر  
 دیکھنے والوں کی حالت نہیں ٹیکھی جاتی  
 یاد کہا دو مجھ کو تم پاؤں کا ناخن اپنا  
 تم نہیں اور سہی دیکھے طلبکار بہت  
 دل میں تو خوش ہیں تسلی کو مری کتنی ہیں  
 باغِ عالم میں کئی خاک پھلے پھولے گا  
 عرصہِ حشر میں سب ہو گئے خواہاں اوسکے  
 ہر سے پوچھ کوئی دنیا میں ہر کیا شے اچھی

ہر مسلمان کا سنتے ہیں بالِ اچھا  
 موت جس سال میں آئے اسی سال اچھا  
 چشمِ بدور ہمارا ہی جمال اچھا  
 یہ بھی کہہ دین کہ ربانی کمال اچھا  
 طائرِ نامہ سائبے پر وبال اچھا  
 ابھی دم بہرین ہی اچھی حال اچھا  
 چونکہ کھو وہی مشتاق جمال اچھا  
 یا یہ کہہ دو کھراخن سے ہلال اچھا  
 سو خریدار ہیں جو دجو مال اچھا  
 آپ مرنیکے نہیں اچھا حال اچھا  
 برق گرتی ہے اسی پر چو نہال اچھا  
 لوگ کہتے ہیں اشارِ ونسے مال اچھا  
 رنج اچھا ہی غم اچھا ہر مال اچھا



آپ چھتاہیں نہیں جو رہے تو بہ نکمیں  
آپ گہرائیں نہیں غوغا کا حال اچھا



ہم بیٹھ بیٹھ کر جو چلے بھی تو کیا چلے  
پتھر تو کوئی آپسے کیا لے گیا چلے  
غافل راہروں پر بھی زراو کیستا چلے  
اتار کون اس گھوڑے کو چسپا چلے  
اوسپر دو چلے نہ کیسی دعا چلے  
خاموش خنجر ہاتھ ہاتھ چلا چلے  
بگڑی جوج کو سیوا جان بٹ گیا چلے  
اس عمر سو فاقہ مرا نہ ور کیا چلے

یوں چلی راہ شوق میں جیسے ہوا چلے  
بیٹھے او اس وٹھے پریشان خفا چلے  
اینگلی ٹوٹ ٹوٹ کے قاصد پر آفتین  
ہم ساتھ مچلے تو کہا اسنے غیر سے  
یالین میری آج وہ یہ گنگا دھنکے  
سوئی کی طرح راہ میں پوچھی نہ راز دوت  
افسانہ رقیب بھی لوسلے اثر ہوا  
کہا دل و دماغ کو تو روک تھام کر



میشا ہی شکاف میں کیا فراعزہ دار



بکاشن بکے کو یہ مر خدا چلے  
دل اوس میں جان کمان ہوا

غیر کا شکوہ بھی تاہو تو کس کے ساتھ  
 وہ بھی نیا دہن یہ کیسے مٹاتے تھے مجھ  
 باغ فردوس چین و نچے بھی لٹ لٹا  
 پاؤں سے میری بیابان کہاں چھٹتا  
 غیر جاتا تھا وہاں مینے یہ مکر و کا  
 در فردوس ممکن ہو کر دربان ملجا  
 ہجر کردن کی مصیبت تو گند جانیگی  
 روٹھ کر بزم سے اٹھا تو نہ روکا ٹھکو  
 بند کرتے ہو جو ہاتھوں سے ہم سے میری  
 بزم سے آنکھ چرا کر چو چلا میں تو کہا  
 آریہ وصل کی ہوتی ہی سو اچھا صال

اونے تعریف کا عنوان کہاں جاتا  
 آدھ من تھے قمر بان کہاں جاتا  
 جو ہو تقدیر کا نقصان کہاں جاتا  
 ہاتھ سے میسے گریبان کہاں جاتا  
 تجھ سے کچھ جان پہچان کہاں جاتا  
 اوسکے دروازے رباں کہاں جاتا  
 وصل کی ات کا احسان کہاں جاتا  
 نہ کہا اوسنے کہاں کہاں جاتا  
 کیا کہوں میں کہ مراد صیاں کہاں جاتا  
 ٹھہرا چور بد اوسان کہاں جاتا  
 جان جاتی ہو یہ ارا کہاں جاتا

و ل غمخیز تو بڑی دھوم سے کی تہیاری

آج یہ عید کا سامان کہاں جاتا ہے





کچھ نہ سرگرم سخن نام خدا ہونے لگے  
 وہ نگراہ کی دل سے آشنا ہونے لگے  
 غیر کے مذکور پر میرا بگڑنا تھا بجا  
 میں ہی چوکا میں ظاہر کر دیا انداز عشق  
 جب شب فرقت اوٹھا میں نے کچھ سوچا  
 سخت گردش نامی ہی ہر سفر منزل بعید  
 سلب کر لے یا الہی آسمان کا اختیار  
 شکوہ نا آشنائی نے بڑھایا اور رشک  
 المدد آجوشینہ ابتدا کے عشق ہی  
 شکوہ آزدگی سُن کر کہا تو یہ کس  
 اب گلے موقوف بس تم آگیا پیار آگیا  
 مویا سنگی گھڑی وہ موت کا ہوسلنا  
 بادی پر زمین ہی ہر جگہ چھوڑ چلا

۱۲  
 ۵  
 اچانک تو طلب بھی ادا ہونے لگے  
 سیر تو جب ہی کہ وہ فی بین ہونے لگے  
 شہر و شہر و سینہ کو سینہ کیا سہا ہونے لگے  
 اس و شس سیکڑوں اوپر فدا ہونے لگے  
 درو اوٹھ کر ہاتھ شانوں سے جدا ہونے لگے  
 عاقبت تھک تھک کر انا ہوا ہونے لگے  
 جب کسی عشق سے وعدہ فائز ہونے لگے  
 میری ضد وہ تو سب آشنا ہونے لگے  
 اب ہنسیا الہم گرفتار بلا ہونے لگے  
 کیا غرض کیا وہ سطریم کوین خفا ہونے لگے  
 تھوڑے تھوڑے دین تم او لقا ہونے لگے  
 جب کوئی عشق سے ملکر جدا ہونے لگے  
 کیا فراق ہوا جسم بربلا ہونے لگے

ہاں اوسکی فکر اوسکی بقیر اسی اوسکی پاس	خلق کے جب نامہ اعمال داہونے لگے
خاطر اشوق کا عالم کون کیا اوسگٹری	جب کسی کافر کے وابستہ ہوئے لگے
میرہا نون کو بلا تے ہیں خوشی کی واسطے	تم تو آتے ہی گیڑ پیٹے خفا ہونے لگے
غیر چہا میں بہ اونیہی سہی بس چہا ہو	رفتہ رفتہ یہ نہوجت سوا ہونے لگے

۱۵	دراغ میں پرچا ہی لوگ باتوں باتوں میں نہیں	۲۱
	شرط یہ ہر میرا اونکا سامنا ہونے لگے	

لیکے دل کتنی ہو کیوں دین سے جلنے کے لیے	ملکیا خوب بہانا یہ مچلنے کے لیے
باغ عالم میں ہیں سب بھولنے پھلنے کے لیے	در نہ کہا دراغ تری طہرے جلنے کے لیے
اونہیں صحت بھی لاگہری نکلنے کے لیے	دوپہر چاہیے پوشاک بدلنے کے لیے
تیرا غصہ ہو کہ ہو میری طبیعت ظالم	یہ بلائیں نہیں آئیں کہہی ٹلنے کے لیے
اپنی تصویر ہی وہ کاش مجھے بہو ادین	مشغلہ چاہیے کوئی تو بہلنے کے لیے
چوہیر کر نگہ غیر کہیں کیا تجھ سے	جوئے ہمنے تری آنکھ بدلنے کے لیے
شوخی و شرم و ادائیں تیری چہا میں	ایک چلنے کے لیے ایک نہ چلنے کے لیے

آتش رشک عدو خاک کر گئی ہجو  
 کونسی کی نہ دعا کونسی مانگی نہ دعا  
 ہر بیاشتک تو اسے رشک کہ بہترین  
 باتا پانی بھی شب وصل تھیں بھی تھیں  
 ابر کیا سبز کرے مجھ شجر سوختہ کو  
 چارہ گر زندہ رہیگا تو کر یگا تدبیر  
 وصل دشمن کی گھڑی تھی کہ ہوا اپنا وصل  
 جنبش لب کو دیتی ہو وہ اپنی تڑپیں  
 غم کی دیوار کٹری ہو گئی دگر اندر  
 مین کلیجے سے ملوں سر سے ملوں لے ملوں  
 خاک ٹھہرتی کو چھین کوئی ایقان  
 کسائے جاتا ہی مجھے خنجر خونخوار ترا  
 تیرے لاش کو ٹھکر اک چل دست شبا

لاکسی لگ سی ہوتی ہو چلنے کے لیے  
 پہننے کیا کیا نہ کیا اپنے سنبھلنے کے لیے  
 جتن سہ نہ ملے رنگ نکلنے کے لیے  
 ہاتھ چلنے کے لیے پانوں چلنے کے لیے  
 اب حیوان ہو کر پھولے پھلنے کے لیے  
 چاہیے عمر خضر سے سنبھلنے کے لیے  
 ساخت اچھی نکلی جان نکالنے کے لیے  
 مورتیں چشمہ حیوان سے اوجھنے کے لیے  
 میر و ارمان تہستہ بین نکالنے کے لیے  
 اپنی تلوار مجھو دیجئے ملنے کے لیے  
 مستی نقش کف پا بھی چلنے کے لیے  
 یہ اوکلے کے لیے ہر کنگلے کے لیے  
 ٹھوکرین کیا تو میں انسان سنبھلنے کے لیے

۹۹ بزم غیا میں تم چہکے بیٹھو داغ

طوب کے پہلو میں اک بٹخا نہ ایسا چاہیے

عشق میں اہمیت مردانہ ایسا چاہیے

دوست کو فی عاقل و فزانہ ایسا چاہیے

دیکھنا کس لطیف کو کتابوں کی دانت

دلر با کھلائے دل آزار ایسا ڈھونڈ لے

ایک قطرہ بھی نہ آساقی ملے کنظر کو

دل مرا اہل وطن سے جو بہت کشکا ہوا

مول لیکر قیس کی تصویر وہ نا دم ہو

وہ اسے قتل کر چکا ہو سر کی قم

تیر تیرا دلین ہر کہ کھنچا کس کس طرح

مول لیا تو کیا لیا جرم و قاپرا اپنے

دل جلوئے سوز دکا ہوا اثر و نوجو گہ

چاند چھپنے کے لیے سر کلنے کے لیے

شور اوٹھے جلوہ جانا نہ ایسا چاہیے

یہ کھانا ہوا بیگانہ ایسا چاہیے

جو کے اوس ستم بچا نہ ایسا چاہیے

داور محشر سے فسانہ ایسا چاہیے

آشنا کیے جسے بیگانہ ایسا چاہیے

انتظام بادہ و پیمانہ ایسا چاہیے

خازنک حسین ہو ویرانہ ایسا چاہیے

ہینچ چڑھا ترپین لوانہ ایسا چاہیے

سب میں انداز مشق خانہ ایسا چاہیے

جو کرے فکر و غامیگانہ ایسا چاہیے

وہ سکون کو نہ چین مانہ ایسا چاہیے

اگر وہ ہو کوئین آتشخانہ ایسا چاہیے

بیوفانی تم کرونا آشنائی تم کرو

چشم پر خون بھیجے تین ہم جو او بادہ نوش

نیک کر چاہت مری کہتے ہیں سب اہل نظر

بھیس بل حضرت زاہد ہیں جو بی چھ

دست مرگائے گردن گنگھی تہائی لافین

یہ اگر غم سے ہو لبریز وہ نالوں سے گرم

چاہنے والوں سے کم ہوتی نہیں چاہت کہی

کو بچاؤ گئے گم گردون و ہلجائے زمین

نامہ اعمال جیسے چھینکر محشر میں وہ

جہر پر ہو صبر الفت میں جفا پر ہو وفا

ہجر و ادش شمع و دل جدا فرقت میں بھی

طو پر ہم بھی گئے تھے کچھ نظر آتا اگر

اس بے باکی کا میں کمال نقشہ ہم او نہیں

نکو ایسا چاہیے حاشائے ایسا چاہیے

اور کیسا چاہیے پیمانے ایسا چاہیے

نخل کو بلبل شمع کو پروانہ ایسا چاہیے

شہر میں پوشیدہ گنجائے ایسا چاہیے

ایسے کو عنبرین میں شانے ایسا چاہیے

عیش خانہ ہو کہ ماتم خانہ ایسا چاہیے

چاہیے تو چاہیے یہ کیا نہ ایسا چاہیے

میکش و نکاش مالہ مستانے ایسا چاہیے

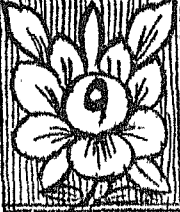
کہتے ہیں اپنے لیے فسانے ایسا چاہیے

تجکو تو اسی ہمت مردانے ایسا چاہیے

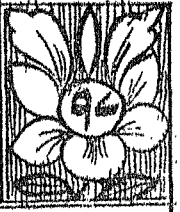
جو اندھیر میں جلے پروانے ایسا چاہیے

تو یہ کہتے جلوہ جانانے ایسا چاہیے

نکو اک ٹوٹا ہوا پیمانے ایسا چاہیے

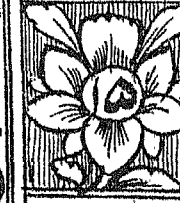


خوب جی بہر کرنا پہلے توقصہ واضح کا  
پھر کہ اہل تھام کر افسانہ ایسا چاہیے

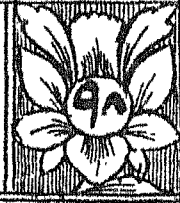


غیر کا مذکور آیا تھا کہ تر بھر گئے  
پہر نہ وہ ٹالے جس باکے سر ہو گئے  
سب سے پہلے عرصہ محشر میں حاضر ہو گئے  
صبح کے ہوتے ہی نصرت میں آکر ہو گئے  
محبوب سے جا ملے زند و نکے محشر ہو گئے  
وہ کہے دیتی ہر چیزوں میں خفا ہو گئے  
رفتہ رفتہ جان بحق ہو کر آ کر ہو گئے  
مینے کی تعریف وہ ولطیف ہو کر ہو گئے

آج ان کے بھید اس صورت سے ظاہر ہو گئے  
دیکھتے ہی شکل از دل سے ماہر ہو گئے  
چال بازی دیکھنا گویا بڑی مظلوم ہیں  
وصلی شب تھی سر آمدین کیا وقت شو  
حضرت ناصح فریاد کی یہ اچھی چال کی  
کیون قسم کہتا ہو اب ہکونہیں تہنہ نلال  
ہم نے تو پچھتے نہ دیکھ چاہئے والے ترے  
شکوہ کرنا تو خدا جانے وہ کیا کرتے غضب



واضح تم آنی تھی نرم عیش میں خوش حال بھی  
کیا ہو اکسو اسطے افسرہ خاطر ہو گئے



جب مے لالہ فام ہوتی ہے  
عجب کو تو جسم ہوتی ہے

یہ بھی طرزِ حرام ہوتی ہے  
 خور و وہ ہے جسکی خواہی  
 توڑتا ہے اوسیکو وہ گلچین  
 دل ہی ولین ترے رقیبوں سے  
 صبح ہونے تو دو چلے جانا  
 کیا خوشی ہو کہ میرے پھول نہیں  
 حوت مطلب کہا نہیں جیسا تا  
 نہیں کھینچی بھی سے تیری شبیہ  
 یسنا ہو کہ برہمن سے بھی  
 دم آخر تو کچھ مری سن لو  
 تیرا وعدہ ہے کس قیامت کا  
 ہجر کا دن ڈھلے تو ہم جا میں  
 غیر جتنی برائی کرتے ہیں

ساری دنیا تمام ہوتی ہے  
 شمع صورت حرام ہوتی ہے  
 جو کلی دل کی خام ہوتی ہے  
 گفتگو لا کلام ہوتی ہے  
 شب کی نیت حرام ہوتی ہے  
 دعوت خاص عام ہوتی ہے  
 بات اولیٰ مدام ہوتی ہے  
 تھکے کب ہر کلام ہوتی ہے  
 شیخ کی ریا مدام ہوتی ہے  
 آج حجت تمام ہوتی ہے  
 رات دن صبح و شام ہوتی ہے  
 صبح کے بعد شام ہوتی ہے  
 وہ ہمارے ہی نام ہوتی ہے

پہلے سے واضح کچھ نہ ہوش آیا  
دل کی اب روک تمام ہوتی ہے

سوشوٹ پین تو بھی ینکت نہیں جاتی  
آتی ہو تو آکر یہ قیامت نہیں جاتی  
دنیا کو کوئی روح سلامت نہیں جاتی  
دل جاتا ہو لے تری الفت نہیں جاتی  
مجبور ہو نہیں اسکی محبت نہیں جاتی  
جب ہم گم کی وصل کی حجت نہیں جاتی  
تو جاتی ہو لے مری حسرت نہیں جاتی  
کچھ اس سے تو میٹا نیکی عظمت نہیں جاتی  
گر خیر کہ میری شب فرقت نہیں جاتی  
کہہ سکتی تھیں دیکھ کی الفت نہیں جاتی  
دو چار قدم اوٹھ کے قیامت نہیں جاتی

شب نیم سو شب ہجر کی غلط نہیں جاتی  
آئی ہوئی عاشق کی طبیعت نہیں جاتی  
کھاتی ہو پس مرگ تھے ہجر کے خنجر  
سر جاتا ہو سر سے ترا سودا نہیں جاتا  
اللہ سے محبت تری کہو نگا تر آگے  
ہول تو انہیں شرم رہی مرنہ سونہ بولے  
رو عمر روان او سکھ بھی ہمراہ لے جا  
زاہد یہ اگر پست ہو مسجد سے تو کیا ہو  
ہر چند بلا ہو مگر اس میں بھی وفا ہو  
آئینہ ہی اب پہنے لگا آپ کے آگے  
فتنہ بھی ہو یا پال تری راہ گزرمین



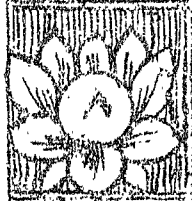
<p>لجائیں ہیں خود خاکین ہم فرق ہوتا جاتی ہر مریحان یہ میں کہ نہیں سکتا سو جاتی ہیں اوٹھ اوٹھکے جگانے شب و صبح اور نہ ہند بہری آنکھوں کی غفلت نہیں جاتی</p>	<p>ولسے تو ہمارے بھی کہ در نہیں جاتی جیتا کہ اس کو تم دو نہ اجازت نہیں جاتی اور نہ ہند بہری آنکھوں کی غفلت نہیں جاتی</p>
--	--

<p>۱۸</p>	<p>اسی داغ بر امان نہ تو اس کے کہے کا مشتوق کی گالی سے تو عزت نہیں جاتی</p>	<p>۱۹</p>
-----------	---	-----------

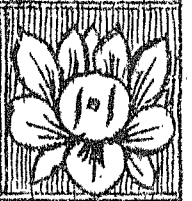
<p>تو جاتی ہر یا ایشی فرقت نہیں جاتی ڈرتی ہر مریحان قیامت نہیں جاتی بہراہ مریحان شرمین تربت نہیں جاتی آنکھیں بھی گئیں تو بھی حسرت نہیں جاتی اللہ کی سی وقت یہ حالت نہیں جاتی لو ایسی صفائی میں کہ تو نہیں جاتی کافر تجھ دنیا کی محبت نہیں جاتی بہاؤ کسی شخص کی محنت نہیں جاتی</p>	<p>جانے سے تو مہمان کی عزت نہیں جاتی بیٹھیں ہیں عجب شان ہو وہ نرم ہمدون دیگانہ کوئی ٹھوکرین کسانیکلی گواہی روزے سی بھی مٹا ہر کہیں شوق نظارہ ہم بہر مریحان بون طبعیت نہیں جاتی ہر وصل کی بعد آنکھوں گمان و کسیدکا وہ آنکھ مری قہر یہ لکھ گئے مصرع فراد کی مرق سے یہ آتی ہیں آئین</p>
---	--

او ٹھہرے ہیں جو عالم میں ہٹ جاتے ہیں فتنے  
 کیوں خستہ زانو نہ رہے شیخ سے پرہیز  
 کیا دیکھ لیا عہد سکندر میں اتنی  
 شرک کے قسم کہا کے ابھی عہد کیا رہتا  
 کہتے ہیں جھگڑے دیکھ کے سب اہل محبت  
 غم ستے ہیں پر لب پر شکایت نہیں آتی  
 ہم چاہ کر چھپتا ہیں اور سچ دہشتیں کو  
 وہ جو روجھا کر کے وفا کر نہیں سکتے  
 تعریف ستم بھی انہیں ہم بندھے ہیں

کافر ترمی آنکھوں کی شرارت نہیں جاتی  
 کہنے کو بھی یہ صاحبِ حرم نہیں جاتی  
 آئینے کے منہ سے کہی تیر نہیں جاتی  
 پھر ظلم کیا آپ کی عادت نہیں جاتی  
 اس طرح تو قابو سے طبیعت نہیں جاتی  
 دیکھ برقی میں پتیری محبت نہیں جاتی  
 آنکھوں کی سیڑھیوں سے صورت نہیں جاتی  
 اس آہ سے اس طبیعت نہیں جاتی  
 کیوں شکر کیا اس کی شکایت نہیں جاتی



اور اس سلامت رہیں جہاں ہمارے  
 جو آتی ہو آفت کہ مصیبت نہیں جاتی



اک چہرے سے جگر میں پہرتی ہے  
 یہ تلاشِ ارش میں پہرتی ہے

اس کی چتون نظر میں پہرتی ہے  
 آہ ہر دم سفر میں پہرتی ہے

نہ کر تا ہوں تو مری آواز	گو بختی اونکے گہرین پہرتی ہے
نہ ملا بعد مرگ بھی آرام	روح اوس ہگذرین پہرتی ہے
وہ دم رقص گردشین اوسکی	ایک پھر کی نظرین پہرتی ہے
نہ ملے گا وہ جستجو سے کہین	خلق کس دوسرین پہرتی ہے
اوسکے آگے زبان شکل سے	دہن نامہ برین پہرتی ہے

آمد آمد ہے آج کی داغ	یہ سفیدی جو گہرین پہرتی ہے
----------------------	----------------------------

بہشتیوں اور نبیین کی چاہت ایسی ہوتی ہے	خدا کی نشان ایسی کی حالت ایسی ہوتی ہے
جب تک کہ لگا تا ہوں تو چک چک کہنوں میں	تہی تہی تھو بھی کہتی ہر صورت ایسی ہوتی ہے
کیا نظارہ ہریم غیرین اوجس طلعت کا	یہ کیا معلوم تھا روز خیریت ایسی ہوتی ہے
نہ کھلے عالم بالا تک ایسا چاند سا چہرہ	انہیں کا فر تو نہیں ایک صورت ایسی ہوتی ہے
ابھی تو کیل بھی ہو مگر اکدن کما دینگے	قیامت کو کہتے ہیں قیامت ایسی ہوتی ہے
ہارشی کل تیری غم میں پہچانی نہیں جاتی	بگڑ جاتی ہر صورت بھی مصیبت ایسی ہوتی ہے

کفن سے منہ مہاجب کہو لکڑی کیا تو وہ بولے	ہمارے چاہنے والوں کی صورت ایسی ہوتی ہے
کہو تو ہم نہ کہتے تھے نہ دیکھو آئینہ دیکھو	بنادیتی ہر دم پر صغیرت ایسی ہوتی ہے
تراول سنگدل کچھ تو جب تک یوقین آئے	کہ اوسکی شان ایسی اسکی تقدیر ایسی ہوتی ہے
بہری محفل میں غیر و نئے اشاریوں کے رنگ	مروت آنکھ کی ای بیم روت ایسی ہوتی ہے
وہ دیتی ہیں تسلی اور پرہیز نہیں ہوتی	کبھی یحییٰ کا فرط طبیعت ایسی ہوتی ہے
بچہ وہ دیکھتے ہی دوسرے منہ پھیر لیتے ہیں	جو ہوتی ہر تو صاحب سلامت ایسی ہوتی ہے
غضب میں جان ہر یونہی شکوہ جان باریک	کبھی چاروں ان کی عنایت ایسی ہوتی ہے

ذرا سی بات پر واضح تم اونسے بگڑ بیٹھ

اسی کا نام الفت ہر محبت ایسی ہوتی ہے

آپ کا اعتبار کون کرے	روز کا انتظار کون کرے
ذکر مہر و وفا تو ہم کرتے	پر تمہیں شمار کون کرے
جو ہوا دس چشم مست سے بخود	پہرہ سے ہوشیار کون کرے
تم تو ہو جان اک زمانے کی	جان تمہیں شمار کون کرے



<p>شکوہ روزگار جب تم ہو          اپنی تسبیح رہنے سے زائد          ہجرین زہر کہا کے مر جاؤں          آنکھ ہر ترک زلف ہے صیاد          غیر نے تم سے یوسف نائی کی          وعدہ کرتے نہیں یہ سکتے ہیں          شکوہ روزگار کون کرے          دانہ دانہ شکار کون کرے          موت کا انتظار کون کرے          دیکھیں دل کاشکار کون کرے          یہ چلن اختیار کون کرے          تم کو امیدوار کون کرے</p>	<p>آفت روزگار جب تم ہو          اپنی تسبیح رہنے سے زائد          ہجرین زہر کہا کے مر جاؤں          آنکھ ہر ترک زلف ہے صیاد          غیر نے تم سے یوسف نائی کی          وعدہ کرتے نہیں یہ سکتے ہیں</p>
--	---

<p>۵</p>	<p>دماغ کی شکل دیکھ کر بولے          ایسی صورت کو پیار کون کرے</p>	<p>۱۳</p>
----------	--	-----------

<p>آپ سے تم سے تو ہونے لگی          لطف کیا جیٹ و بدو ہونے لگی          اون کی شہرت کو بکو ہونے لگی          ہر کیسے روبرو ہونے لگی          کیون ہمارے روبرو ہونے لگی</p>	<p>سج کی چپ گفتگو ہونے لگی          چاہیے پیغام برد و لون طرٹ          میری رہوائی کی نوبت آگئی          ہر تری تصویر کشتی بی حجاب          نفیر کی ہوتی بھلا اس شام وصل</p>
--	--



نار و اکیہ ناسزا کیہ	آرزو کی آرزو ہونے لگی
تجھ کو بد عہد و بی وفا کیہ	پہرہا رہی جستجو ہونے لگی

۱۵	دشمن اترائے ہوئے پہرے ہیں آج	۱۵
	شاید انکی آبرو ہونے لگی	

آپ اب میرا منہ نہ کھلوائیں	کیہے کیہے مجھے بُرا کیہے
وہ مجھے قتل کر کے کہتے ہیں	ایسے جھوٹے کو اور کیا کیہے
ولین رکھنے کی بات ہو غم عشق	جب وہ پوچھے مزاج کیا کیہے
تجھ کو اچھا کہا ہو کس کس نے	ایک کے بعد دوسرا کیہے
وہ بھی سن لینگے یہ کیسی کیسی	یہ نہ کیہے کہ مدعا کیہے
	مانتا ہی نہ تھا یہ کیا کیہے
	اسکو ہرگز نہ برا کیہے
	کہنے والوں کو خیر کیا کیہے
	حال دل سب جا بجا کیہے

مچو کہیہ برانہ غیر کے ساتھ	جو ہو کہتہ جد اجڑا کیے
انتہا عشق کی خدا جانے	دہم آہند کو ابتدا کیے
میرے مطلب سے کیا غرض مطلب	آپ اپنا تو مدعا کیے
ایسی کشتی کا ڈوبنا اچھا	کہ ہو دشمن کو ناحند کیے
صبر فرقت میں آہی جاتا ہی	پر اسے دیر آشنا کیے
آگئی آپ کو سیجائی	مرنے والوں کو مر جا کیے
آپ کا خیر خواہ میرے سوا	ہے کوئی اور دوسرا کیے
ہاتھ رکھ کر وہ اپنے کانوں پر	مجھے کہتے ہیں ہاں کیے

پوش جاتے رہے رقیبوں کے	۱۹
داعیہ کو اور باد و فنا کیے	۱۹

شکوہ نہیں کسی ملاقات کا مجھے	تم جانتے ہو وہ ہم ہی جس بات کا مجھے
جانا کہ پسے غیر پہ پہچان جائیگا	یاسی نہ اوسنے ہار دیارات کا مجھے
کوئی نہیں تو دل ہی باتیں ہیں ات بہر	اللہ سے شوق حرف حکایات کا مجھے

وہ دن سو اپنی گھر کے آلی شبے اق

ملکر تمام بید کہو نگا رقیب سے

ڈرنا کسی کا اور وہ بجلی کا کونڈنا

تدبیر سے تو موت نہ آلی شبے اق

وہ دن گئے کد زہر ہی آب حیات تھا

کھٹکا لگا ہوا تھا اسی رات کا بچے

ابنا ہو خوب تیرے مٹتی گمات کا بچے

موسم بہشتا پسند ہو برسات کا بچے

ہو انتظار مرگ مفاجات کا بچے

ہو اب تو زہر پاں تھے ہات کا بچے

آخر وہاں رقیب نے نقشہ جالیا

ایوانغ خوف تھا اسی بد ذات کا بچے

میری ادنیٰ بہری محفل میں ہوگی

نہوگا کیسا ہمارا کام ہوگا

یہی قاصد پتا ہوا دسکے گھر کا

جو تیرا جذب دل کامل ہوا و قیس

نکرتے دل لگی کیا جانتے تھے

سوال وصل پر وہ چین لینے

زبان پر آئیگی جو دل میں ہوگی

نہوگی کیا ادا قاتل میں ہوگی

ہوا کچھ اور ادس منزل میں ہوگی

تو پہر لیلے کہاں محفل میں ہوگی

ہماری جان اس مشکل میں ہوگی

جو نقد سی کیسے سائل میں ہوگی



چرا ایگا اوسسی سے آنکہہ قاتل	اور اسی جان جس سہل میں ہوگی
عہد کے جاسنے والو سنتے جاؤ	یہ آسائش نہ اوس منزل میں ہوگی
اگر عقیدہ میں دنیا یاد آئے	تو مشکل اور اک مشکل میں ہوگی
نہیں شوخی سے خالی شرم اوسکی	قیامت پردہ حائل میں ہوگی
وہاں چپکی میں جب وہ تیر لینگے	یہاں اک گدگد سی ہٹی ل میں ہوگی

نہ آنے والے تو اچھا ہے ورنہ

۱۵	پڑی ہل ہل تری محفل میں ہوگی	۱۶
----	-----------------------------	----

گرہ جو پڑی بخشین مشکل سونکلیگی	نہ اونکے دل سے نکلیگی نہ میرل سونکلیگی
مری خون کو تو سپکتی تھیں یہ بھی سونکلیگی	دعاے مغفرت جسم بقاتل سونکلیگی
مجھے دیکھیں خنجر تو ہٹ جائیں شامی	بلا ہر وہ جو حسرت سینہ ہل سونکلیگی
ادائری فنان ہیری ہلاک چین تھی	جو تھامے ہوئے خلقت تری محفل سونکلیگی
مجھے آتا ہے تیر رحم میرا نہ کہلواؤ	کلیجا توڑ لیگا ہر دعا جو دل سونکلیگی
کسی بد خو سے رحم کہنے لگے تھے دعا اپنا	یہ کیا معلوم تھا آواز بھی مشکل سونکلیگی

تغافل چاہیے قیس تجھ کو ایسے موقع پر  
نکڑا قتل ہو کر نہ حسرتِ راع بن ہو کر  
نہیں شعور کچھ اپنی مکاناتے لامکان جانا  
میری کشتی اگر چہوشگی دریا محبت میں  
بہی سختی سے میری جان نکلی ہوئی نہیں  
چھپایا منہ اگر مجھ سے تو کیا ہم مر جائیں گے  
ترشے ہیں قنایت کو غصہ کے رات دن فخر  
وہی وزخ نہ مانگی جسم میں بیت ہو کر دوا عظم

ابھی جہنجا لک لیلی پر وہ مجھل سنو کیلگی  
تھارو دین شہسنگی ہمارا دل سنو کیلگی  
وہیں نہ پائیگی جو راہ ہنس سنو کیلگی  
تو سب پہلے ہم اللہ سب احل سنو کیلگی  
ایک ایک لاش کیونکر کوچہ قاتل سنو کیلگی  
انگہ جلی کی صورت پر وہ حال سنو کیلگی  
نئی جب بات کیلگی تری مجھل سنو کیلگی  
وہاں جنت ہی جنت کیوں سنو کیلگی

رموز عاشقی کو عاشق تو تم فراموش سے پوچھو

کہ باریکی میں باریکی اوسے کمال سنو کیلگی

اوٹھا جاتا ہر پردہ درمیان سے  
نہ تھی دلیں تو کیوں نکلی زبان سے  
کوئی پیدا کرے تجھسا کمان سے

فغان کو لاگ ٹھہری آسمان سے  
ترسی رنجش کملی طرز بیان سے  
نرالی ہو اداسا روی جہان سے

چلے آتے ہو کہہ لے کہاں سے	گر سے ہوتے او لچکر آستان سے
مرا دین مانگتا ہوں آسمان سے	عدو کی التجا کرنی پر مہی سے
الگ کرتی ہو بجلی آشیان سے	مرے تنکوں میں ہو کیا فاختہ ست
کہ اپنی مدح تھی اپنی زبان سے	یٹچاؤ کی باتوں کا یہ نہ نکلا
مزا ہو دوستی کا بیدگان سے	لگا رہتا ہو کشکادو نو جانب
بچا نا اس بلا سے ناگمان سے	وہ چمکو دیکھ کر بولے الہی
پرائے اپنے ہوتے ہیں زبان سے	نکلیے دوست دشمن کو نکلیے
کہ تھی صاحب سلامت پاسبان سے	تمنا ہے دور پہ ہم کیونکر نہ آتے
الگ چلتا ہوں نہ چکر کاروان سے	شکایت راہ الفت کی سنکون
تسلی جسکو ہو میری فغان سے	ڈرے گا شور و جھڑ سے وہ کیا خاک
خدا جانے اوٹھالا یا کہاں سے	وہ خط لکھیں جیسے جوٹا ہی قاصد
بگاہیں لڑ رہی ہیں آسمان سے	شب غم پر بلا کا منتظر ہوں
جیسے جو کہہ دیا تو نے زبان سے	زاد و بولد ہوا اسکا وہی حال

یہ ہی کیا بات سننے ہیں وہ اکثر	ہمارا حال دشمن کی زبان سے
تم اپنی رہگذر سے بچے رہنا	اوتھے کا فتنہ محشر یہاں سے
تمہاری چشم فتنان لے بھی شاگرد	بنا ڈالے ہزاروں آسمان سے
رقیب آیا ہی چپکرتیرے در پر	گرا دلچھا ہوا ہی پاسبان سے
خوشی کیا زندگی کی جب خطر تک	مری جاتے ہیں عمر جادو ان سے

جان آباد ہر منزل ہوا ایوارغ	۹
قدم باہر نکالا جب مکان سے	۱۱

ہمارے دم بھلے میں بھی اک عالم نکلتا ہی	کر وہ شتاق ہیں دیکھیں تو کو کرم نکلتا
کئی کیا پر لگتی ہی چاہنے والوں کی ارقاقل	کہ اب تلوار کھینچتی ہے خنجر کرم نکلتا
گلہ کیسا کسا کھارنج کسا جان بلبے نا	جب اسنے پیالے پوچھا تمہارا دم نکلتا
تہ تجسا آجتک یکسا تجسا شترنگ دیکھیں	ان نکو نسے بہت نکلا بہت عالم نکلتا
کوئی کیا چل سکیگا رخ افراز مٹی چھو	قیامت کا تمہاری ٹہنی کرو نہیں دم نکلتا
گداز غم میری ہڈیاں ہی ہڈیاں	ترا ارا بان تو اسے دیدہ پر نہ نکلتا

تمہیں سیر میسی ہو تمہیں سیر میسی تمنا ہو

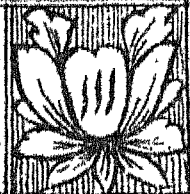
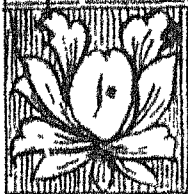
نقابہ روکش روشن ہو رخ پر نور کا جلوہ

تمہیں پر جان جاتی ہو تمہیں پر دم نکلتا

جو چھن چھن کر نکلتا ہو تو یہ کیا کم نکلتا

الہی خیر کرنا آج کوئی داغ کے گھر سے

نہ بے شیون نکلتا ہو نہ بے ماتم نکلتا ہے



زمانہ بہت بد گمان ہو رہا ہے

سر ملی صدائیں ہیں و شوق خلی سی

بہت حسرت آتی ہو مجھ کو یہ سنکر

تسے ظلم نہ پاں ابھی کون جانے

اُن نگاہوں کے اس لکا کیا بھید کہولا

سنون کیا خبر جو شمع شربت کی قاصد

وہ حال طبیعت جو برسوں چھپایا

کوئی اوڑھ کے آیا کوئی چھپکے آیا

کہیں نہ دگر سڑی آبِ شبنم میں سسے

کسی شخص کا امتحان ہو رہا ہے

اتنی یہ جلسہ کہان ہو رہا ہے

کسی پر کوئی حیران ہو رہا ہے

فقط آسمان آسمان ہو رہا ہے

کہ مضطر مرار از دان ہو رہا ہے

جہان ہو رہا ہو وہاں ہو رہا ہے

ہر اک شخص اب بیان ہو رہا ہے

پیشیاں ترا پا سببان ہو رہا ہے

رخ پر عرق در فشان ہو رہا ہے

یہ بیوشیان و ناع یہ خواب غفلت

خبر بھی ہے جو کچھ وہاں ہو رہا ہے

جان کر پیچھے پڑیں ہیں چھوٹے مر  
جو دم کر آنا وہ تیرا ہوتا ہے مر  
بھوٹے منہ بھی کچھ نہ بولنا کچھ مر  
سامری کو بھی تو چاہیے دو کا مر  
تم کوئی سپاخی نہیں ہل سکتے ہو ڈھال مر  
میر و قاتل نہ کیے ہیں چار پر کال مر  
انکو چوون کس طرح یہ پردہ پال مر

آج کبھر کروہ کی جنت نالے مرے  
مخفل دشمن میری پیشوائی کیلے  
خار و کھرا جنوں نے میری کیا زبان  
کیسوں پر ہاتھ رکھنا زسہ کرتی ہیں وہ  
حضرت ناصح تمہاری کیا بری ترکیب ہے  
جائگاہ یہ قیونکے لیے چار و نطوف  
عشق و وحشت کی کرگاہوں الہی پرورش

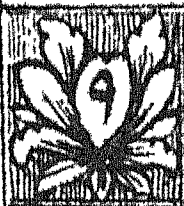
وہ عبادت کو نہ آئے و ناع تو کچھ غم نہیں

اور دنیا میں بہت ہیں پوچھنے والے

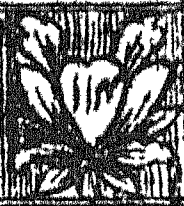
وہ چوٹ نہیں کہانی تھی جو یاد نہ آتی  
ہانسی بھی تیرے خنجر بیدار نہ آتی

کسو ج سے لب پر مرے فریاد نہ آتی  
جنت میں جو جو رو نکو مری یاد نہ آتی

اگر ز نعل آزاری و بیداد نه آتی	اگر شبنم گر چو بکوه هزار تن تم آتی
کننے میں بھی کیا محنت فرماد نہ آتی	گو جان گئی عشق میں پر نام تو پایا
دشمنہ کسی تم تک مری فرماد نہ آتی	میں شستل نے بچے دیوانہ بنیاد
گھبرائی ہوئی نکست بر باد نہ آتی	گر باغ میں وہ خلد برانداز نہ آتا
کیا موت تجھے ایدل نا شاد نہ آتی	نصرت سے ملا مرگ محبت کا بہانہ
اب بھی مجھے دل داری صیاد نہ آتی	اک عمر سے ہوں نغمہ سر اکنج قفس میں
آتی گما سطر ح تر سی یاد نہ آتی	مرا نگراں حال سے فرقت میں مرا

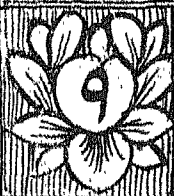


ہر فیض الہی میں کی کونسی اسرار  
کیون جو ش پہ طبع خدا داد نہ آتی

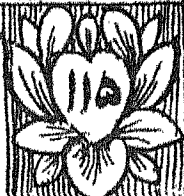


روز مشوق نیار روز ملاقات نہی	ہاں و دن کہ میری تھی بہن بات نہی
یہ تو ہر ایک کی تصویر میں اک بات نہی	بات کر رہی ہیں یہی چکی دلیں
یہ تو اشع ہر نہی یہی مدار است نہی	دل طلب کرتے ہو وہاں بلا کر چکو
آپنی یہ تو کسی قبلہ حسا جات نہی	عشق بھی کفر ہوا حضرت عظیم الشان

موتے جو دان بہشتی کے پٹے انداز	آپکی بات نئی گھات نئی گات نئی
سرمہ اکاٹ کے اے نامہ سالتا جا	اگرچہ بیکار سہی پر ہی یہ سونات نئی
رنگتے دیکھ کے ہم صاف بتا دیتے ہیں	یہ پرانی ہی یہ لے پیر خرابات نئی
غیر نے کی جو برائی تو بھلائی ٹھہری	یہ ملی ہو عمل بد کی مکافات نئی



واعسابھی کوئی شاعر ہو فراہج کہنا  
جسکے ہر شعر میں ترکیب نئی بات نئی



پند واعظ سنتے سنتے کان پر ہر گئے	کیا عبادت کو بہن ہیں فرشتے مر گئے
پھونک کر دے جو چہاڑ ہو گئے بھنگل ہر گئے	چشم دریا بار جب سی تو جل تہل ہر گئے
دیکھ سکتا کیا ہمارا حال ہنازک مزاج	آئینہ میں اپنی شکل سبھی مٹ گئے
تو ہی کیا معشوق جو ہم التجا تیری کہیں	تو کیا تو ہم بھی تجسہ ایدل مد نظر گئے
منہ اندھیری مجھ کو غافل دیکھ کر شوخی ہو وہ	چپکے اوٹھ کر چلے پہلو میں تکیہ دہر گئے
حال میرا پوچھ کر کیا کیا حال میں قیہ	جب کہا شوخی سدا سنے اوٹھ کر شوخ گئے
آدمی ایسا کہاں کوئی فرشتہ ہو تو ہو	شیخ صاحب نہیں معلوم تم کس گئے



فاتحہ پڑھنے بھی کوئی قبر پڑاتا نہیں

مرگیا میں کیا کسب کیلئے مر گئے

واع کو تو نام سے نفرت تھی اس میر کو

پر نہیں معلوم یہ حضرت وہاں کیونکر گئے

کہ اشاکے محلے ہیں دشمن سے

ابھی آتا ہوں دشت ایمن سے

آج میں ہمزبان ہوں دشمن سے

نکلے سیلاب میرے مدفن سے

بچکے چلنا تم اپنے دہن سے

حال کنا پڑا ہے دشمن سے

کان پھوٹے ہیں سیریشون سے

اور تم اپنی چشم پرین سے

یہ ٹپکتا ہے تیری چتون سے

آگ لگتی ہیں جو کچھ بھی دیکھا ہو

چوس کر وہ لب مسی آلود

ہوں ہیباک کیا عجب پس مرگ

خاک میری اوڑائی ہے اوسنے

ہاں مجبوریاں محبت کی

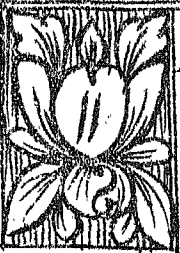
آسمان کسطح سے فریاد

دل نادان سے ہیں نہایت تنگ

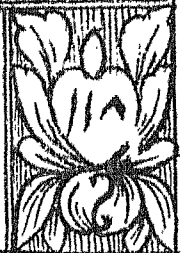
ساعت وصل کے لیے ہم دانع

بوچتے رہتے ہیں بہمن سے

لہتے ہی بیاک تھی وہ لکھ شرمائی ہوئی	لہکری چھپکے پلکوں نہا حیا آئی ہوئی
ہر دستاں سسر پادن تک چائی ہوئی	اوت تہی کافر جوانی جوش پر آئی ہوئی
ہاوی دنیا تو کمانہ عیبت شہی اکسان	عصہ محشرین سوانی سہی سوانی ہوئی
مجلس اہل عز امین چہرے خوش	دو گٹری کو یہ بھی اونکی خفا آئی ہوئی
آسمان خاک کی تپکی ہر اک فنو کو سی	میری تربت کین مونا کی مکرانی ہوئی
مچکویہ عوی کوئی تیر سوالمین نہیں	اوسکا یا الزام اچھی قید تہائی ہوئی
ٹوک کہ رستمین پایا ہی گیا اوس شہ	وہ نظر حیرت دہ بات گہرائی ہوئی
نازہ غم کہایا کیسے ہم وہ بین پاکیزہ مزاج	اور ہم کہاتے ہے ہوئی قسم کمانی ہوئی
بھولے بنکر اٹکونہ سوسن یہاں قیب	عمر ہرین ایک ہی تو تھے دانائی ہوئی
اونکی مٹھی میں جودل تڑپا و ہا کر یہ کہا	چوٹی ہو کوئی ایسی چیز اتھائی ہوئی
بوسہ لیکر جان الی خیر کی تصویر میں	یہ نیا عجاز یہ اچھی سیحانی ہوئی



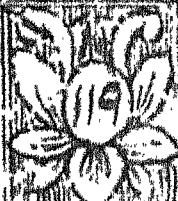
دیکھ کر قاتل کی آمد داغ دلین شاد شاد  
اور غنوارونکے منہ پر مردنی چائی ہوئی



کس لبتا بسکی یارب تماشا کی ہوئی  
 اور گئی گم ہو گئی جاتی رہی آئی ہوئی  
 یقیناً بیتین بلائیں اس سراپا ناز کی  
 بتکدیمین سجدہ کرنا کھرا و اعظا نہیں  
 چوٹ کمانی عشق کی دینے جگر تڑپا کیا  
 موت ہو روح ترسان موت کیر حال سے  
 تو بہ کرنا ہر کوئی نہیں تو بہ ایسے وقت میں  
 یہ ملا ذکر قیامت پر قیامت کا جواب  
 آگیا جب کوئی کر لین چار باتیں اس سے بھی  
 بیشک تار تری لہف سیکے رنگ سے  
 وہ نگاہ شوخ کچھ پرتی ہو گبرائی ہوئی  
 بیوفا تیری وفا میری شکستہائی ہوئی  
 صدہ رعنائی ہوئی قربان سیائی ہوئی  
 گرہین مقبول پی جہ فرسائی ہوئی  
 دوسرے پر آئے کیونکر ایک کی آئی ہوئی  
 یہ بھی گبرائی ہوئی اور وہ بھی گبرائی ہوئی  
 یہ بہار آئی ہوئی ایسی گستاخانی ہوئی  
 کیا اڑھنگی ہمارے شوکرین کہانی ہوئی  
 در نہ پھر سر پٹیا جس وقت تنہائی ہوئی  
 آجکل میں اک اک کے سیر دانی ہوئی



ہر عجب بندہ پیر کوئی واضح کا پرسان نہیں  
 صبح محشر ہی آئی شام تنہائی ہوئی



میری قسمت کھینچ رہی ہو بل کہانی ہوئی  
 زلف پر بھی کیا ہوشی کی گرہ آئی ہوئی

بے ترسے پہر اخلاقت تماشائی ہوئی  
 کاتبِ اعمال و ضدِ ہمتی دم تحریر شوق  
 دوستِ دشمن کو بنایا ہر ترسوا ندانے  
 اسی جو ہم نا امید ہی کھلے شرم آرزو  
 جان کر پچانکر انجان چب کوئی بنے  
 کیا قسم کما کر ہوا ہر منفعل پیغامبر  
 خدمتِ ایسا بٹھایا اوسکی ہر دم ناز میں  
 کس بلا میں مبتلا رہتی ہر دن بہر غم  
 ہوئی تصویرِ تری تصویر میں یہ بانگین  
 پیچھے پیچھے داغ آگیا اے رسوائی ہوئی  
 اوٹھ گیاں گھوس گھوسین خاکِ رسوائی ہوئی  
 بسکو پہچانا اگر تجھے شناسائی ہوئی  
 گوشہِ دل میں لگ بیٹھی ہر شرمائی ہوئی  
 پہر نہو تیکے برابر وہ شنائی ہوئی  
 تارِ طلی اوس نکتہ چین نے بھیجائی ہوئی  
 مینے یہ جانا مجھے حالِ شکستائی ہوئی  
 دوڑ کر آتی ہر میری گھر جو کبرائی ہوئی  
 لبتِ ظاہر تو تبسہِ دل میں آئی ہوئی

چل دیا اسی داغ کیا نہ پیر کر وہ مہ جبین  
 پہر گئی تقدیر میری سانسے آئی ہوئی

### رباعیات

متو فلک حسن پہ ہو ماہِ نسیر  
 سائے کی طرح ساتھ ہو داغ و لکیر

خال لب گل قلم ہر شاہد اس کا / بے دماغ نہ کھینچ سکی تمہاری تصویر

دیگر

اس شکل کا دنیا میں نہیں کوئی نظیر / صورت ہر طبیعت کی طرح شوخ و شریر

اندھے سے حجاب بدگمانی تیری / بھیجی ہو مجھے نصرت بدن کی تصویر

دیگر

ہر عیب سے خالی ہو تمہاری تصویر / دنیا سے نالی ہو تمہاری تصویر

کس شکل مصو سے یہ پوری کھینچتی / دل کھینچنے والی ہو تمہاری تصویر

دیگر

کیا خوب مصو نے اوتار سی تصویر / دیکھی نہ سنی ایسی تو پیاری تصویر

جب ہاتھ لگا تا ہوں توجہی ڈرتا ہوں / کہہ بیٹھے نہ کچھ منہ سے تمہاری تصویر

دیگر

دل لیکے مگر قی ہو تمہاری تصویر / یہ بات تو کرتی ہو تمہاری تصویر

خاموش جو ہو جاتی ہو اسکے آگے / کیا داغ سے دشتی ہو تمہاری تصویر

دیگر

مغروب هر چه بکمی جو بر صحرای تصویر  
رکعتی نهین پاؤن کوزین پر تصویر  
چو بیرون جو در این کمان بپاس حجاب  
هو جانے ابھی جامے سے باہر تصویر

دیگر

گو لاکھ کر سے ناز تمھاری تصویر  
میری تو ہی دساز تمھاری تصویر  
کدیتی ہو سب بھید تمھارا مجھ سے  
لو بنگنی غماز تمھاری تصویر

دیگر

کرمی میں جو آیا رمضان ابکی بار  
اسو داغ گناہ اپنے ہونگے فی النار  
دور روزہ کا ہر روزہ ہو اس معسم میں  
روزہ بھی ہوا کہ نہیں دبا افطار

م

نایخ طبع ز نتایج فکر بختا موسیٰ محمدی  
الغفور خاں بھٹائی کلکتر پٹیوٹ

نسخ مثل عقد ثریا شدست جمع  
یار دگر نتایج طبع و خیال داغ  
می زبیدار ز رشک شود بلبل رام  
داغ از لطافت سخن ہمیشاں داغ

از آب خویش در عرق شرم غرق شد	در در صدف ز خجلت عقد آلال داغ
پیوسته جا خوش کند گرم در جهان	ماند داغ عشق بد لهما مقال داغ
از بهر سال فکر چو شد آسمان نورد	گفتا دیر پیوسته که بدریکال داغ

تاریخ آثار طبع از فیروز شاه خاتما فیروز شاگرد رشید لفظی مظهر العالی

سیر استاده کا پیاد دیوان	شعرین یا کھلا سیر یہ گلزار
لکھد فیروز مصرعہ تاریخ	چپ گیا آج دفترا شعار

دیکر ختم تمام طبع

چپاوه دوسرا دیوان او ستا	بلندی پرین جسکے سب مضامین
جو پوچھے کوئی سال طبع فیروز	تو کہد و گلشن اشعار یگین

تاریخ طبع از تاریخ طبع جناب محمد ظہیر حسن صاحب شوق شاگرد و تسلیم

مرتب کرد چون دیوان دوم	جناب داغ خورشید فصاحت
پے تاریخ طبع روشن شوق	بگفتا آفتاب حسن فکرت

خاتم الطبع





# شمار

ہمارے کارخانہ روزانہ اخبار  
لکھنؤ میں ہر قسم کا کام چھاپا جاتا ہے اور  
کتابیں واسطے فروخت کے موجود  
ہیں جو صاحب تحریر فرمائیں گے اونکی  
خدمت میں فرست کتب روانہ ہوگی  
(۱) انتخاب لغ (۲) انتخاب لغ عمدہ کاغذ پر  
گلزار و لغ عمدہ کاغذ (۳) گلزار و لغ  
رسمی کاغذ (۴) انتخاب لغ (۵) فنی لغ (۶)

محمد تیغ بہشاد در لکھنؤ مستم  
روزانہ اخبار







CALL No. { ۸۹۱۶۴۳۱  
 ۵۱۱۵ ACC. NO. ۱۳۱۰۱  
 AUTHOR - د. غ. دیلوی  
 TITLE - انساب دہلی

Acc. No. ۱۳۱۰۱

Class No. ۸۸۵.۷۷۷ Book No. ۵۱۱۵

Author

Title

Borrower's No.	Issue Date	Borrower's No.	Issue Date
<del>For Borrower's No. 1</del>			



## MAULANA AZAD LIBRARY

### ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

#### RULES:

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of **Re. 1-00** per volume per day shall be charged for text-books and **10 Paise** per volume per day for general books kept over-due.

